Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADAR Qadian

شمارہ 13

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

21-جمادی الثانی 1437 ہجری قمری 31/امان 1395 ہجری شمسی 31/مارچ 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ حضور انور نے 25/مارچ 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ہزار ہا انسانوں نے محض اِس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں اُن کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے

اور بعض نے اِس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے

بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لے کر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

اب مَیں بموجب آیۃ کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شِکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶/جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر مَیں اُن کو فرداً فرداً شمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اُس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اِس قِسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیۡ مُهِيۡنٌ مَنۡ اَرَادَ اِهَانَتَكَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رُسوا کیا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری مدّتِ بعث سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مُدّت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دُعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بد دعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور اُن سے شفا کی پہلے مجھے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العَلَم سندھ جن کے مُرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اِس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں اُن کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اِس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے۔ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لے کر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ اور بعض نشان اِس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لئے☆ ہیں اور مَیں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھے کذّاب سمجھتا ہے اور ہر ایک مکّار اور مُفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعویٰ مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذّب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اُس کو میرا افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اُس کو بہرحال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے درحقیقت کذّاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اُس نے اس کتاب میں لکھے ہیں یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افترا ہے اور مَیں اُس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مُفتری اور کافر اور بے دین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اُس کو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین

ہر ایک کیلئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کیلئے یہ دروازہ کُھلا ہے اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں۔ یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کر لیں۔

☆ ہر ایک منصف، مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح اُس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فیض رحمانی میں اس کو شائع کر دیا اور پھر اس مباہلہ سے صرف چند روز بعد فوت ہوگیا اور کس طرح چراغدین جموں والے نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا ہلاک کرے۔ اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہوگیا۔ منہ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 70 تا 72)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

برسلز میں دہشت گردانہ حملہ
انتہائی قابل نفرت و مذمت اور گہرے دُکھ کا باعث

22 مارچ کی صبح برسلز ہوائی اڈے اور میٹرو اسٹیشن پر دہشت گردانہ حملوں سے 35 معصوموں کی جان چلی گئی اور 200 افراد زخمی ہوگئے۔ انتہائی قابل نفرت اور درندگی اور ظلم و بربریت سے بھرپور تنظیم isis نے اس حملے کی ذمہ داری لی ہے اور برطانیہ میں اس سے بھی زیادہ بھیانک حملے کی دھمکی دی ہے۔ نتیجہ کے طور پر برطانیہ کے تمام اہمیت کے حامل مقامات اور لندن کی اہم گلی کوچوں پر چوکسی بڑھا دی گئی ہے۔ نہ صرف برطانیہ بلکہ بھارت سمیت تمام یورپی ممالک اور دُنیا کے کئی اور ملکوں نے اپنے یہاں ہائی الرٹ جاری کر دیا ہے۔ وزیر اعظم ہند جناب نریندر مودی، پریزیڈنٹ امریکہ مذبراک اوبامہ، پرائم منسٹر برطانیہ ڈیوڈ کیمرون اور دُنیا کے دوسرے لیڈروں نے اس انتہائی گھناؤنی حرکت کی شدید مذمت کی ہے اور اس پر گہرے دُکھ کا اظہار کیا ہے۔

امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

’’احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر کی طرف سے **میں اپنے دل کی گہرائیوں سے Brussels میں ہونے والے ظالمانہ دہشت گردانہ حملہ پر Belgium کی عوام سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔** ایسی سفاکانہ اور غیر انسانی حرکت کی سخت سے سخت مذمت ہونی چاہئے۔ **اسلام میں کسی نوع کی دہشت گردی یا معصوموں کے قتل کا جواز نہیں ہے بلکہ اس کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔** قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ کسی بھی معصوم جان کو قتل کرنا گویا ساری انسانیت کا قتل ہے۔ لہٰذا جو اسلام کے نام پر ایسی ظالمانہ حرکت کرتے ہیں وہ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دُنیا کے امن کو برباد کررہے ہیں۔ اس حملے کے متاثرین سے **ہم دل کی گہرائیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔** میں امید کرتا ہوں کہ اس سانحہ کے قصورواروں کو جلد قانون کی گرفت میں لایا جائے گا۔‘‘

اس وقت ہم قارئین کی توجہ پیارے آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اُس دُوربین اور معرکۃ الآراء خطاب کی طرف پھیرنا چاہیں گے جو حضور نے 8؍نومبر 2014ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ برطانیہ کی طرف سے منعقد کی گئی گیارھویں نیشنل امن کانفرنس میں فرمایا، جس میں 550 سے زائد غیر احمدی اور غیر مسلم مہمانوں نے شرکت کی تھی، جن میں ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ مختلف سفارتی نمائندگان، آرمی اور پولیس کے افسران، مختلف مذاہب کے نمائندے، تعلیمی اداروں کے پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء، انجینئرز، جرنلسٹس، مختلف charities اور NGO's کے نمائندگان اور زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔ برطانیہ کے علاوہ آئرلینڈ، اٹلی، گھانا، سیرالیون، Grenada، انڈیا، فن لینڈ اور نائیجیریا کی اس میں نمائندگی تھی۔

اس خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ISIS کے متعلق دوٹوک الفاظ میں یہ بات بتادی تھی کہ یہ صرف مسلم ملک ہی کے لئے نہیں بلکہ پورے یورپ، خود انگلستان، بلکہ پوری دُنیا کیلئے خطرہ ہے۔ ان کے خطرناک عزائم کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے دُنیا کے طاقتور ممالک کو اس کے خلاف متحد ہوکر کام کرنے، ان کی فنڈنگ روکنے، ان کی سپلائی لائن کاٹنے کی طرف واشگاف الفاظ میں توجہ دلائی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد قرآنی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اعمال کی روشنی میں بتایا کہ اسلام امن وسلامتی کا مذہب ہے اور یہ کہ داعش کا اسلام سے دُور دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ حضور انور کا خطاب سُننے کے بعد سب نے یک زبان ہوکر کہا تھا کہ حضور کا خطاب نہایت مؤثر اور امن عالم کے قیام کیلئے اس قابل ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ پر عمل کیا جائے۔ ہم چاہیں گے کہ حضور کے اُس خطاب کا وہ حصہ پیش کریں جو حضور نے ISIS کے خطرناک عزائم اور اس کی روک تھام کے متعلق فرمایا۔ حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

☆ میں آپ سب کا بہت شکرگزار ہوں۔ آپ کی تشریف آوری سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ’امن‘ کے بارے میں کسی مسلمان فرقہ کا نقطۂ نظر بھی سننا چاہتے ہیں کیونکہ آج کے دور میں ’امن‘ کے متعلق بہت کچھ کہا جارہا ہے اور دنیا بھر میں بہت سے اختلافات اُبھر کر سامنے آئے ہیں۔

☆ گو کہ یہ نہایت قابل افسوس امر ہے لیکن پھر بھی مجھے اعتراف کرنے میں کوئی تردّد نہیں کہ دنیا میں ہمیں جو فساد نظر آرہا ہے وہ زیادہ تر بعض نام نہاد مسلمانوں کی حرکتوں کی وجہ سے ہے۔ ایک امن پسند مسلمان جو اپنے عقیدہ کو اچھی طرح سمجھتا ہے اس کیلئے یہ نہایت دکھ اور افسوس کا باعث ہے۔ گزشتہ سال کے دوران ایک خاص تنظیم نے نہایت سفّاکانہ طور پر اپنی دہشت کا جال بچھایا ہے اور دنیا کیلئے باعثِ تشویش بن گئی ہے۔ میں شدت پسندوں کی اُس تنظیم کی بات کررہا ہوں جسے عام طور پر ISIS کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دہشت گرد تنظیم کی حرکتوں سے نہ صرف مسلمان ممالک متاثر ہورہے ہیں بلکہ یورپ اور دُور دراز کے ممالک بھی اس گروپ کی بہیمیت کا شکار ہورہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یورپ اور بعض دیگر ممالک کے مسلمان نوجوانوں کی پریشان کن حد تک تعداد اس بات پر یقین کرنے لگ گئی ہے کہ ISIS ہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے اور یہ نوجوان اس کے نظریات کی مکمل حمایت کررہے ہیں لہٰذا وہ ان کی مدد کا بلکہ ان کی خاطر جنگ لڑنے کا مصمم ارادہ کئے بیٹھے ہیں۔

☆ کہا جاتا ہے کہ یہاں یوکے سے ہی قریباً 500 لوگ جن میں اکثر نوجوان ہیں ISIS کیلئے جنگ لڑنے شام اور عراق جاچکے ہیں۔ جرمنی اور دیگر یورپین ممالک کی نسبت برطانیہ سے عراق اور سیریا جانے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔

☆ یہ برطانیہ کیلئے نہایت خطرہ اور تشویش کا باعث ہے کیونکہ **ISIS اور اس کے نام نہاد ’خلیفہ‘ کا ایجنڈا اور عزائم انتہائی گھناؤنے اور بہیمانہ ہیں۔** کہا جارہا ہے کہ ان کا خلیفہ دُنیا سے بدلہ لینا چاہتا ہے اور سرحدوں اور قوموں کو فتح کرنا چاہتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو ساری دُنیا کا آقا بنانا چاہتا ہے اور غیر مسلموں کو مسلمانوں کا غلام یا ان کی ملکیت بنانا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جو شخص بھی مسلمانوں کے جذبات کو کسی طرح سے بھی ٹھیس پہنچائے گا اس کو سزائیں دی جائیں گی اور شریعت کا نفاذ ہر ملک اور ہر شخص پر کیا جائے گا۔ وہ دوسرے مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے حقوق غصب کرنا چاہتا ہے، انہیں دبانا چاہتا ہے اور انہیں لونڈیاں بنانا چاہتا ہے، یا زبردستی مسلمانوں کی بیویاں بنانا چاہتا ہے۔ ISIS اُن تمام مذاہب اور فرقوں کو ختم کردینا چاہتی ہے جو اُن کے عقائد سے اختلاف کریں اور موجودہ مسلمان حکومتوں کو ختم کرکے ان کی طاقت پر قابض ہونا چاہتی ہے۔ پس اگر یہ باتیں درست ہیں تو پھر ان کی سوچ اور حکمتِ عملی بہت دُور تک جاتی ہے۔ اور ان کا بنیادی مقصد دُنیا کا امن تباہ کرنا ہے۔

☆ وہ احمقانہ منصوبے بنائے بیٹھے ہیں جن کی بُنیاد جھوٹی حسرتوں پر ہے۔ **لیکن اگر انہیں اس رستہ سے روکا نہ گیا تو پھر یہ لوگ قبل اس کے کہ اپنی موت آپ مرجائیں کسی بڑے نقصان اور تباہی کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔**

☆ اس تباہی کا احتمال اور بھی بڑھ جاتا ہے جب یہ دیکھا جائے کہ اس گروپ کے پاس نہ صرف جانیں دینے والے افراد ہیں بلکہ یہ گروپ جدید اسلحہ اور توپوں سے لیس ہے۔ پھر یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ ایٹمی ہتھیار ان کے ہاتھ لگ جائیں۔ جب ان سب باتوں پر غور کیا جائے تو اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ISIS اور اس قسم کے نظریات کے حامل دوسرے گروہ دنیا کے لئے ایک خطرہ ہیں۔

☆ اور یہ حقیقت کہ یہ سب اسلام کے نام پر ہورہا ہے امن پسند اور حقیقی مسلمانوں کو سخت دُکھ اور تکلیف میں مبتلا کردیتی ہے کیونکہ خواہ کچھ بھی ہو اس قسم کے بہیمانہ اور ظالمانہ نظریات کا مذہب کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی اسلامی تعلیمات تو ہر حال میں اور ہر سطح پر دوسروں کیلئے امن اور تحفظ کا ذریعہ ہیں۔

☆ **بے شک وہ** (یعنی isis۔ ناقل) **اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ان کے اعمال کا اسلام اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔**

☆ **غور کریں کہ یہ گروہ اتنے فنڈز کہاں سے لے رہے ہیں جن سے وہ ایک لمبے عرصہ تک دہشت گردی اور جنگی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں؟ وہ اتنے جدید ہتھیار کیسے حاصل کر لیتے ہیں؟** کیا ان کے پاس اسلحہ ساز کارخانے اور صنعتیں ہیں؟ ظاہر ہے کہ انہیں بعض طاقتوں کی مدد اور حمایت حاصل ہے۔ یہ تیل کی دولت سے مالا مال مسلم ریاستوں کی مدد بھی ہوسکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عالمی طاقتیں خفیہ طور پر انہیں مدد فراہم کررہی ہوں۔

☆ جب پہلی مرتبہ ISIS منظرِ عام پر آئی تو یہ کہا گیا کہ انہوں نے ملکی فوج کے ہتھیاروں اور چند اسلحہ کے گوداموں پر قبضہ حاصل کیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سچ ہو۔ **اگر باقاعدہ فوج کی رسد کی ترسیل معطل کردی جائے تو ان کے لئے بھی ممکن نہیں ہوتا کہ اپنی کارروائی جاری رکھ سکیں اور پھر ISIS کی رسد تو مسلسل بڑھ رہی ہے۔ یہ تمام باتیں اس ترسیلِ رسد کی طرف اشارہ کررہی ہیں جو کہ ISIS کو مدد فراہم کررہی ہے۔**

☆ ہر کوئی جانتا ہے کہ ان کے فنڈز بہت زیادہ ہیں جن کی مالیت کروڑوں ڈالرز تک ہے، لہٰذا اس سے یہی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں بیرونی مدد حاصل ہے۔ بہت سے حکام، تجزیہ کار اور رائے نگار بھی اس نظریہ کی کھل کر تائید کررہے ہیں۔ مثلاً یو ایس اے حکومت کا ایک سینئر نمائندہ David Cohen جو کہ Under-Secretary for Terrorism and Financial Intelligence ہے، اس نے کھلے عام بیان دیا ہے کہ **’’اب تک جن دہشت گرد تنظیموں سے ہمیں واسطہ پڑا ہے ان میں ISIS ایسی تنظیم ہے جس کی سب سے زیادہ فنڈنگ کی جاتی ہے‘‘** وہ کہتا ہے کہ یہ ہر ماہ کروڑوں ڈالر خرچ کررہے ہیں اور بلیک مارکیٹ میں تیل بیچنے سے روزانہ دس لاکھ ڈالر حاصل کررہے ہیں۔

☆ وہ تیل کے اتنے بڑے ذخائر تک کس طرح آزادانہ رسائی حاصل کررہے ہیں؟ دُنیا کے دیگر علاقوں میں تو تیل کی فروخت اور نقل وحرکت کی سخت نگرانی کی جاتی ہے اور بعض تیل سے مالا مال ممالک کے خلاف پابندیاں لگائی گئی ہیں۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح ISIS ہر قسم کے اصول وضوابط کو نظر انداز کرتی نظر آتی ہے اور بغیر کسی روک ٹوک کے تیل کی بڑی مقدار حاصل کررہی ہے اور اسے بیچ رہی ہے۔ حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ اتنی بڑی مقدار میں تیل کی نقل وحرکت اور اس کی خرید وفروخت کو چھپانا آسان نہیں۔

☆ **سب سے بڑا مسئلہ ان گروہوں کی فنڈنگ ہے۔** کیونکہ ان فنڈز کے ذریعہ وہ کمزور گروہوں اور افراد کو نشانہ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلا وجہ کرتے ہیں۔بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔بات برائے بات صرف کی جاتی ہے اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں۔صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچ سمجھے بولنے کے ہیں۔ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں

ایک مومن کو اپنے رویّوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے

بعض لوگ معمولی قربانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے یا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قربانی کے اپنے خیالات میں قربانی کرنے والے بن جاتے ہیں یا دوسروں پر احسان کرنے والے بن جاتے ہیں۔ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکر گزار ہونا چاہئے

ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی ضروری واقفیت حاصل کر کے جانا چاہئے

ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے

ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے

وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔وہ لوگ جو دین کو دنیا مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا، شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ مختلف سبق آموز واقعات کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات کے حوالہ سے تذکرہ اور افراد جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26؍فروری 2016ء بمطابق 26 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

دنیا میں بہت سی باتیں بہت سے لوگ لغو اور بلا وجہ کرتے ہیں۔بعض لوگ مذاق میں کسی کو کوئی لغو بات کہہ دیتے ہیں جس سے جھگڑے اور مسائل پیدا ہوتے ہیں۔بعض دفعہ ایسی باتیں مجلسوں میں کی جاتی ہیں جو بے فائدہ ہوتی ہیں۔بات برائے بات صرف کی جاتی ہے اور بعض دفعہ ایسی طنزیہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں جس سے دوسرے کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا ایسی بے فائدہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچا رہی ہوتیں۔صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے۔

لغو کے لغوی معنی فضول اور بے فائدہ گفتگو کے ہیں یا بغیر سوچ سمجھے بولنے کے ہیں۔ناکارہ اور بیوقوفوں والی باتیں کرنے کے ہیں۔قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ایسی باتوں سے روکا ہے جو لغو ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مثال بیان فرماتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔فرمایا کہ

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان:73)۔مومن کی یہ علامت بتائی گئی ہے کہ جب وہ کوئی لغو دیکھتا ہے تو اس کے پاس سے گزر جاتا ہے۔لیکن اب کہتے ہیں کہ نہایت افسوسناک بات ہے۔مثال تو یہ عورتوں کی دی ہے کہ عورت ہمیشہ لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔گو کہ آجکل مَردوں کا بھی یہ حال ہے۔مثلاً بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہیں کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا ہے۔یہ زیور کہاں سے بنوایا ہے۔یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔یہ بھی لغویات ہی ہیں۔یہ باتیں ایسی ہیں جو صرف دنیاداری کی باتیں ہیں جن میں کوئی فائدہ نہیں اور بعض دفعہ ساتھ بیٹھی ہوئی عورتوں پہ اس کے بُرے اثرات بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ جب تک اس کی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے عورت کو چین نہیں آتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔سونے کی بڑی خوبصورت انگوٹھی تھی۔اس نے تنگ آ کر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی؟ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔ایک عورت نے پوچھا کہ بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی یہ تو بہت خوبصورت ہے۔تو وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم مجھ سے پہلے پوچھ لیتی تو میرا گھر کیوں جلتا۔تو حضرت مصلح موعود بھی فرما رہے ہیں کہ یہ عادت صرف عورتوں تک مخصوص نہیں ہے بلکہ مَردوں میں بھی ہے۔بلا وجہ کے سوال جواب بھی بعض دفعہ کر لیتے ہیں۔السلام علیکم کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ آمدنی کیا ہے؟ بھلا دوسرے کو اس معاملے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔پھر آپ مغربی قوموں کی یہ مثال دیتے ہیں کہ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تُو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

(ماخوذ از مستورات سے خطاب، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 397)

پس لغو صرف ایسی چیز نہیں جو دوسرے کو نقصان پہنچانے والی ہو بلکہ ہر بے فائدہ بات لغو بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اس کی یوں بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ ’’ایسا فعل صادر ہو جس سے کوئی خاص حرج اور نقصان نہیں پہنچتا‘‘۔(ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 349)

یعنی وہ باتیں لغو ہیں جن سے کوئی خاص حرج اور نقصان بھی نہیں پہنچتا۔یہ اس کا مطلب ہے۔

پس مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کی گفتگو ہمیشہ با مقصد ہو اور ہر قسم کی لغویات سے پرہیز ہو۔لیکن ہم جائزہ لیں تو دیکھتے ہیں کہ بہت سارے لوگ بلا وجہ بعض باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

اب بعض اور سبق آموز مثالیں جو مختلف جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں اور جنہیں حضرت مصلح موعودؓ نے پیش فرمایا ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے کہ کوئی چوہڑا لاہور کے پاس سے ایک مرتبہ گزرا۔گاؤں کا رہنے والا تھا۔بوجھ اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا یا گند اٹھانے کے کام کیا کرتا تھا۔اس نے دیکھا کہ شہر میں کہرام مچ رہا ہے۔بڑا شور مچا ہوا ہے۔ہندو مسلمان مرد عورت سب رو رہے ہیں۔اس نے کسی سے اس کی وجہ دریافت کی تو اسے بتایا گیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ مر گیا ہے۔حضرت مصلح موعود کہتے ہیں یوں تو سکھوں کی حکومت بہت بدنام ہے۔اس زمانے میں بعض ایسے بھی راجے آئے تھے جو بڑے بدنام تھے مگر

اس میں شبہ نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مَیں نے بارہا سنا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں امن قائم ہو گیا تھا اور اس نے خرابیوں کو بہت حد تک دُور کر دیا تھا۔ مسلمانوں پر سکّھوں کے مظالم کے جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے زمانے کے ہیں جب ملک کی حکومت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی تھی، لوٹ مار ہو رہی تھی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کوشش ہمیشہ یہی رہتی تھی کہ امن قائم ہو اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بھی ایک حد تک اچھا سلوک کرتے تھے۔ (آپ اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ) ان کے وزراء میں مسلمان بھی تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد یعنی ہمارے دادا بھی ان کے جرنیلوں میں سے تھے اور کئی مسلمان بھی بڑے بڑے عہدوں پر تھے۔ پس اس امن کو دیکھتے ہوئے جو ان کی وجہ سے ملک کو حاصل ہوا تھا اور اس فساد کو یاد کر کے جو ان سے قبل پایا جاتا تھا ان کی موت کا سب کو صدمہ تھا اور لوگ رو رہے تھے۔ چوہڑے نے اس کہرام کی وجہ دریافت کی تو کسی نے اسے بتایا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گئے ہیں۔ وہ بڑی حیرت سے اس شخص کا منہ دیکھنے لگا اور دریافت کرنے لگا کہ لوگ ان کی وفات پر اتنے بے تاب کیوں ہیں۔ میرے باپ جیسے لوگ مر گئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کس شمار میں ہیں۔ یہ لطیفہ بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جیسے کسی چیز کی قدر ہوتی ہے وہی اس کے نزدیک بڑی ہوتی ہے۔ اس چوہڑے کا باپ اس سے حسن سلوک کرتا تھا اس لئے وہ اسے پیارا تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کا حسن سلوک گو لاکھوں سے ہو مگر چونکہ وہ ان لاکھوں میں سے نہ تھا، نہ اس کی نظر اتنی وسیع تھی کہ وہ سمجھتا کہ ملک کا فائدہ اور امن وامان بڑی چیز ہے۔ انفرادی فائدے کی اس کے مقابل پر کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے اس کا یہی خیال تھا کہ اصل چیز جو قدر کی ہے میرا باپ تھا جس کی مجھے قدر کرنی چاہئے۔ جب وہ فوت ہو گیا تو پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گیا تو کیا ہوا۔ (ماخوذ از الفضل مورخہ 6 جون 1952ء جلد 24/6 نمبر 135 صفحہ 5) تو دنیا میں اپنی ضرورت کی اہمیت کی وجہ سے بعض چھوٹی چیزیں بھی بڑی ہوتی ہیں اور بعض بڑی چیزوں کو عدمِ علم کی وجہ سے انسان نظر انداز کر دیتا ہے۔ بچے کو اگر قیمتی سے قیمتی ہیرا بھی دے دیا جائے تو وہ اس کی قدر کیا کرے گا۔

پس ایک مومن کو اپنے رویّوں سے، اپنے سلوک سے، دوسروں کے کام آنے سے، دوسروں پر احسان کرنے سے اپنی قدر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کی صرف محدود قدر نہ ہو کہ اس کے قریبی ہی صرف اس پہ رونے والے ہوں بلکہ جہاں وہ رہتا ہے، جس معاشرے میں رہتا ہے وہاں اس کی قدر قائم ہو۔ ہر ایک کا اپنا اپنا دائرہ ہے۔ اسی دائرے میں کسی احمدی کا تعارف اور نیک تعارف صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا یا اسے فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ جماعت کی نیک نامی کا باعث ہوتا ہے اور یوں تبلیغ کے راستے بھی کھلتے ہیں۔ دنیا کو پتا چلتا ہے۔ اگر ایک احمدی اپنا اثر ڈالنے والا ہو تو دنیا کو پتا چلے گا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے اور دنیا کی امن وسلامتی کے لئے اس زمانے میں اسلام کی تعلیم ہی حقیقی تعلیم ہے جو حقیقی امن پیدا کر سکتی ہے۔ پس دنیا کا جو عدم علم ہے یا علم کا نہ ہونا جو ہے وہ علم دلانے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے دائرے میں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگ معمولی قربانی کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے یا بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر قربانی کے اپنے خیالات میں قربانی کرنے والے بن جاتے ہیں یا دوسروں پر احسان کرنے والے بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ’’ایک آدمی نے کسی شخص کی دعوت کی اور اپنی طاقت کے مطابق اس کی تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ جب مہمان جانے لگا تو اس سے گھر والا جو تھا معذرت کرنے لگا کہ میری بیوی بیمار تھی، کچھ اور بھی مجبوریاں بتلائیں۔ اس لئے میں آپ کی پوری طرح خدمت نہیں کر سکا۔ امید ہے کہ آپ معاف کریں گے، درگزر کریں گے۔ یہ سن کر مہمان کہنے لگا کہ میں جانتا ہوں تم کس غرض سے کہہ رہے ہو۔ تمہارا منشاء یہ ہے کہ مَیں تمہاری تعریف کروں اور تمہارا احسان مانوں۔ اب یہ مہمان کے خیالات ہیں۔ لیکن مہمان صاحب کہنے لگے تم مجھ سے یہ امید نہ رکھو بلکہ تمہیں میرا احسان ماننا چاہئے۔ میزبان نے کہا میرا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ آپ کے اوپر کوئی احسان جتاؤں۔ مَیں واقعی شرمسار ہوں کہ پوری طرح آپ کی خدمت نہیں کر سکا۔ اگر آپ کا مجھ پر کوئی احسان ہے تو وہ مجھے بتا دیں مَیں اس کا بھی شکریہ ادا کر دیتا ہوں۔ اس پر مہمان نے کہا کہ خواہ تم کچھ کہو مَیں تمہارے دل کی منشاء کو خوب سمجھتا ہوں۔ (یعنی دلوں کا حال بھی جاننے لگے۔ مہمان یہ کہنے لگا) لیکن یاد رکھو کہ تم نے مجھے کھانا ہی کھلایا ہے۔ (اس سے زیادہ تم نے میرے پہ اور کیا احسان کیا ہے؟)۔ میرا تم پر بہت بڑا احسان ہے۔ تم ذرا اپنے کمرے کو دیکھو۔ (یہ کمرہ جہاں مجھے بٹھایا ہوا ہے، ڈرائنگ روم، اس میں کئی ہزار کا سامان پڑا ہوا ہے۔ جب تم میرے لئے کھانا لینے اندر گئے تھے میں چاہتا تو دیا سلائی دکھا کے یہ سب کچھ جلا دیتا۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر میں آگ لگا دیتا تو ایک پیسے کا بھی سامان باقی رہ جاتا؟ مگر میں نے ایسا نہیں کیا۔ مہمان کہنے لگا کیا میرا تم پر یہ احسان کم ہے۔ یہ سن کر گھر والے نے کہا کہ واقعی آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں اس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میرا گھر نہیں جلایا۔ تو دیکھ لو ایک انسان ایسا بھی ہوتا ہے کہ بجائے محسن کا احسان پہچاننے اور شکریہ ادا کرنے کے یہ سمجھتا ہے کہ مَیں احسان کر رہا ہوں‘‘۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 592) پس ایک مومن کو حقیقی طور پر احسان کرنے والے کا شکر گزار ہونا چاہئے، نہ کہ اس شخص کی طرح احسان فراموش۔

ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے مربیان کو بھی نصیحت فرمائی ہے اور ایک مثال دی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ تھا جو کسی پِیر کا بڑا معتقد تھا اور اپنے وزیر کو کہتا رہتا تھا کہ میرے پیر سے ملو۔ وزیر چونکہ اس پیر کی حقیقت جانتا تھا اس لئے ٹلاتا رہتا تھا۔ آخر ایک دن جب بادشاہ پیر کے پاس گیا تو وزیر کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ پیر صاحب نے بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بادشاہ سلامت! دین کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ سکندر بادشاہ نے دین اسلام کی خدمت کی اور وہ اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ (یہ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ کسی اور حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔) تو یہ سن کر وزیر نے کہا کہ دیکھئے حضور! پیر صاحب کی ولایت کے ساتھ ان کو تاریخ دانی کا بھی بہت ملکہ ہے۔ سکندر تو اسلام سے پہلے گزرا ہے اس کے بارے میں پیر صاحب باتیں کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کے یہ پیر صاحب صرف ولی اللہ ہی نہیں ہیں بلکہ یہ تو بڑے تاریخ دان بھی لگتے ہیں۔ نئی تاریخ انہوں نے بنا دی ہے۔ اس پر بادشاہ کو اس پیر سے نفرت ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ قصہ سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ علمِ مجلس بھی نہایت ضروری ہے۔ جب تک انسان اس سے واقف نہ ہو دوسروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدابِ مجلس کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً ایک مجلس مشورے کی ہو رہی ہو اور کوئی بڑا عالم ہو مگر اس مجلس میں جا کر سب کے سامنے لیٹ جائے تو کوئی اس کے علم کی پرواہ نہیں کرے گا اور اس کی نسبت لوگوں پر برا اثر پڑے گا۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ جو بھی مجلس ہو، جس قسم کی مجلس ہو مبلغ کو، مربی کو جب وہ ایسی مجلس میں جائے اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک مبلغ کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ، تاریخ، حساب، طب، آدابِ گفتگو، آداب مجلس وغیرہ علوم کی اتنی اتنی واقفیت ضرور رکھتا ہو جتنی مجلس شرفاء میں شامل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت سے یہ بات حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ہر علم کی ابتدائی کتابیں پڑھ لینی چاہئیں۔‘‘ (ماخوذ از ہدایات زریں۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 584-585) اس کے علاوہ بھی آجکل ہمارے مربّیان سے اس زمانے کے حالات کے مطابق حالات حاضرہ کے متعلق سوال کئے جاتے ہیں اور بعض دفعہ کیونکہ اخبار وغیرہ باقاعدہ نہیں پڑھتے، علم نہیں ہوتا یا خبریں نہیں سنتے، علم نہیں ہوتا یا کسی بارے میں کسی معاملے کی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے اس لئے بعض دفعہ جو دنیا دار لوگ ہیں وہ پھر برا اثر بھی لے لیتے ہیں۔ بعض جگہ سے ایسی شکایتیں آتی بھی ہیں۔ اس لئے حالات حاضرہ سے واقفیت اور جس مجلس میں جائیں اس کی ضروری واقفیت حاصل کر کے جانا چاہئے۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مثال بیان کی ہے۔ فرماتے تھے کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اس نے اپنا مال ان میں بانٹ دیا۔ چھوٹا بیٹا اپنا سارا مال لے کر دور دراز چلا گیا اور وہاں اس نے سارا مال بدچلنی میں ضائع کر دیا۔ آخر وہ ایک شخص کے ہاں چرواہے کے طور پر ملازم ہو گیا۔ (سب کچھ لٹ گیا آخر مزدوری کرنی پڑی۔) اس حالت میں اُس نے خیال کیا کہ میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو روٹی بڑی کھلی ملتی ہے۔ افراط سے ملتی ہے۔ مگر مَیں یہاں مزدوری کرنے کے باوجود بھوکا مر رہا ہوں۔ کیوں اس کے پاس جا کر یہ نہ کہوں کہ مجھے بھی اپنے مزدوروں کی طرح رکھ لے۔ اس پر وہ اپنے باپ کے پاس گیا۔ باپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسے گلے لگا لیا اور نوکروں سے کہا خوب موٹا تازہ بچھڑا لا کر ذبح کرو تا کہ ہم کھائیں اور خوشی منائیں۔ جب اس کا دوسرا بیٹا آیا (اس کو بھی دولت دی تھی اور وہ اپنا کاروبار بڑا اچھا کر رہا تھا) تو اسے یہ بات بہت بری لگی (کہ جو سب کچھ لٹا کر آ گیا ہے اس کی اتنی خاطر داری ہو رہی ہے) اور اپنے باپ کو اس نے کہا کہ مَیں اتنے برس سے تمہاری خدمت کر رہا ہوں اور کبھی تمہاری حکم عدولی نہیں کی مگر تم نے کبھی ایک بکری کا بچہ بھی مجھے نہیں دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی منا لو۔ لیکن جب تمہارا یہ بیٹا آیا ہے جس نے تمہارا مال عیش وعشرت میں ضائع کر دیا اس کے لئے تو نے پلا ہوا بچھڑا ذبح کروا دیا۔ باپ نے کہا کہ تُو ہمیشہ میرے پاس ہے اور میرا جو کچھ ہے وہ تیرا ہی ہے لیکن تیرے اس بھائی کے آنے پر اس لئے خوشی منائی گئی کہ یہ مردہ تھا اب زندہ ہوا ہے۔ کھویا ہوا تھا اب ملا ہے۔ پس جو شخص کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جب وہ غلطی کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جاتا ہے، اس کے آگے جھکتا ہے اور اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اور اعتراف کرتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ اس پر رحم کرتا ہے۔‘‘ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 375)

پس ایک مومن کو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپناتے ہوئے جہاں وہ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ سلوک کرے تو ان صفات کو اپناتے ہوئے جہاں بھی وہ دیکھیں کہ ان کے جو اپنے بھائی ہیں جنہوں نے قصور کئے ہوئے ہیں، اگر وہ سچے دل سے معافی مانگنے آتے ہیں اور قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو اُسے ان سے صَرفِ نظر کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے جو معافی نہیں بھی مانگ رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی اور ہماری بھی غلطیوں کو معاف فرمائے اور ہم سے صَرفِ نظر کرے۔ انسان کا کردار ہر حالت میں مضبوط ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ کبھی ادھر ہو گئے اور کبھی ادھر ہو گئے۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک راجہ نے ایک دفعہ بینگن کھائے تو اسے بہت ہی مزہ آیا۔ (بہت سے لوگوں نے قصہ سنا ہوا ہے۔) وہ جب دربار میں آیا تو کہنے لگا کہ بینگن کیا ہی اچھی چیز ہے۔ اس کا ایک مصاحب تھا اس نے بھی بینگن کی تعریف شروع کر دی۔ کہنے لگا اور تو اَور اس کی شکل ہی دیکھئے کیسی عمدہ شکل ہے۔ سر تو ایسا ہے جیسے کسی پیر نے سبز پگڑی باندھی ہوئی ہو۔ نیلگوں لباس ہے تو آسمان کی رنگت کو مات کر رہا ہے۔ پودے کے ساتھ لٹکا ہوا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی شہزادہ جھولا جھول رہا ہو۔ (ایسی ایسی تعریفیں کیں۔) طبّی طور پر جتنی اس کی خوبیاں تھیں ساری کی ساری گن گن کے بیان کر دیں۔ یہ باتیں سن کر راجہ کو شوق پیدا ہوا اور اس نے کچھ دن بینگن ہی کھانا شروع کر دیئے۔ بینگن چونکہ گرم ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے حدّت

پیدا کی (اور وہ) بیمار ہو گئے۔ تو راجہ نے ایک دن کہا بینگن بہت بری چیز ہے۔ اس پر اسی مصاحب نے اس کی برائیاں شروع کر دیں۔ کہنے لگا شکل دیکھئے کتنا کالا منہ ہے۔ نیلے پاؤں ہیں اس سے بھی زیادہ اور کیا اس کی برائی ہو سکتی ہے کہ الٹا لٹکا ہوا ہے جیسے کسی نے پھانسی پہ لٹکایا ہو۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے چونکہ ہر شئے کی خوبیاں بھی ہوتی ہیں، خامیاں بھی ہوتی ہیں، برائیاں بھی ہوتی ہیں تو اس موقع پر مصاحب نے اس کی تمام برائیاں جو طبی طور پر تھیں وہ بھی بیان کر دیں۔ پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ کل اس وقت تم تعریفیں کر رہے تھے، آج اس کی برائیاں کر رہے ہو۔ کم از کم سچ تو بولا کرو۔ تو کہنے لگا کہ میں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 10 صفحہ 78-77)

آجکل کی مسلمان دنیا میں عموماً یہی کچھ دیکھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمیں پھر سبق سیکھنا چاہئے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے، کردار کے لحاظ سے، سب سے زیادہ مضبوط کردار تو مسلمان کا ہونا چاہئے لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ کردار کے لحاظ سے گرے ہوئے یہی لوگ ہیں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا یہ تو خوشامد اور جہاں مفاد دیکھتے ہیں اسی طرف الٹ جاتے ہیں چاہے وہ لیڈر ہوں یا چاہے عوام الناس ہوں۔ سچائی پر قائم ہونے کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو سامنے رکھ کر پھر اپنی رائے قائم کی جائے اور صحیح مشورہ دیا جائے۔

پھر یہ بھی ایک اور واقعہ ہے۔ اس کو بیان کرتا ہوں۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی حقیقت میں مسائل کا حل نکالتا ہے اور یہ تعلق تقویٰ سے بڑھتا ہے اور پھر ہم احمدی جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر ہم نے صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنی ہے تو ہمیں اس زندگی گزارنے کے لئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دیکھنا ہے، اسی سے تعلق قائم کرنا ہے۔ ہماری کامیابی کبھی دنیاوی باتوں سے نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ہم میں تقویٰ اور خوف الٰہی ہو، اگر ہم تقویٰ اور خوف الٰہی اپنے اندر پیدا کریں تو پھر ہی ہماری کامیابیاں ہیں اور جب یہ صورت ہو گی تو پھر فرشتے ہماری راہ ہموار کرتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

پس ہم میں سے ہر ایک کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ بہت سارے حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دنیادار کا دنیادار سے تعلق جب اسے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کا تعلق تو اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر نفع پہنچانے والا ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کسی سفر پر جانے لگا تو اس نے اپنا کچھ روپیہ قاضی کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا۔ عرصے کے بعد واپس آ کر اس نے جب روپیہ مانگا تو قاضی کی نیت بدل گئی اور اس نے کہا میاں عقل کی دوا کرو کون سا روپیہ اور کیسی امانت۔ میرے پاس تم نے کب روپیہ رکھوایا تھا۔ اس نے کوئی تحریر وغیرہ تو لی نہیں تھی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ قاضی صاحب کی ذات ہی کافی ہے۔ مگر قاضی صاحب نے کہا کہ اگر کوئی روپیہ رکھ گئے تھے تو لاؤ ثبوت پیش کرو۔ کوئی رسید دکھاؤ۔ کوئی گواہ لاؤ۔ اس نے بہت یاد دلایا مگر وہ یہی کہتا رہا کہ کچھ نہیں ہے۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ تم نے کبھی پیسہ نہیں دیا۔ آخر اس نے بادشاہ کے پاس شکایت کی۔ بادشاہ نے کہا کہ عدالت کے طور پر تو مَیں تمہارے حق میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ کوئی تحریر نہیں ہے گواہ نہیں ہے ثبوت نہیں ہے۔ ہاں ایک ترکیب تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سچے ہو تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ فلاں دن میرا جلوس نکلے گا اور قاضی بھی اپنی ڈیوڑھی کے آگے موجود رہے گا۔ اس دن بادشاہ سڑکوں پر شہر میں دورہ کرے گا۔ تم بھی کہیں اس کے پاس کھڑے ہو جانا۔ مَیں تمہارے پاس پہنچ کر تمہارے ساتھ بے تکلفی سے بات شروع کروں گا کہ تم مجھے ملنے کیوں نہیں آئے؟ اور اتنے عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی اور تم مجھے یہ کہنا کہ کچھ پریشانیاں سی تھیں۔ اس لئے حاضر نہیں ہو سکا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور جلوس کے دن قاضی صاحب کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ آیا تو بادشاہ نے قاضی کے بجائے اس شخص سے مخاطب ہو کر بات شروع کر دی اور کہا تم چلے گئے، عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس نے اپنے سفر کا حال بتایا۔ پھر بادشاہ نے پوچھا۔ واپسی پر کیوں نہیں ملے؟ اس نے جواب دیا کہ یونہی بعض پریشانیاں تھیں، کچھ وصولیاں وغیرہ کرنی تھیں۔ بادشاہ نے اسے کہا نہیں نہیں، تمہیں ضرور ہمیں ملنا چاہئے تھا۔ جلدی جلدی مجھے ملنے آیا کرو۔ جب بادشاہ کا جلوس گزر گیا تو قاضی صاحب نے اسی شخص سے کہا کہ میاں ذرا بات تو سنو۔ تم اس دن آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کرتے تھے۔ مَیں اب بوڑھا ہو گیا ہوں یادداشت کام نہیں کرتی۔ کچھ اتا پتا بتاؤ تو مجھے یاد آئے۔ اس نے پھر وہی باتیں دہرا دیں جو پہلے قاضی سے کر چکا تھا۔ اس پر قاضی صاحب کہنے لگے اچھا اچھا فلاں قسم کی تھیلی تھی، وہ تمہاری تھی۔ وہ تو پڑی ہوئی ہے۔ لے جاؤ آ کے اور لا کر روپیہ اسے دے دیا۔ تو یہ قصہ سنا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی مخالفت سے کیا ڈرنا۔ کوئی بڑے سے بڑا جرنیل بھی تو تلواروں اور گولیوں وغیرہ سے ہی نقصان پہنچا سکتا ہے مگر یہ ساری چیزیں ہمارے خدا کی ہیں۔ اگر وہ کہے کہ اس طرف وار نہ کرو تو کون کر سکتا ہے۔ پس بندے کو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرنی چاہئے، اس سے محبت کرنی چاہئے۔ ڈرسے یا مرنے مارنے سے کام نہیں بنتا۔ ترقی کی یہی راہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں دے دے اور جس طرف وہ لے جانا چاہے اس طرف چلتا جائے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 275-274)

ایک سچے مومن کی مثال کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے مومن کی مثال سچے دوست سے دیتے تھے۔ آپ سنایا کرتے تھے کہ کوئی امیر آدمی تھا اس کے لڑکے کے کچھ اوباش لڑکے دوست تھے۔ آوارہ گرد لڑکے دوست تھے۔ باپ نے اسے سمجھایا کہ یہ لوگ تیرے سچے دوست نہیں ہیں۔ محض لالچ کی وجہ سے تمہارے پاس آتے ہیں ورنہ ان میں سے کوئی بھی تمہارا وفادار نہیں ہے۔ مگر لڑکے نے اپنے باپ کو جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سچا دوست شاید میسر نہیں آیا۔ اس لئے آپ سب لوگوں کے متعلق یہی خیال رکھتے ہیں۔ میرے دوست ایسے نہیں ہیں۔ وہ بہت وفادار ہیں اور میرے لئے جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ باپ نے پھر سمجھایا کہ سچے دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔ باپ نے کہا کہ ساری عمر میں مجھے ایک ہی سچا دوست ملا ہے لیکن وہ لڑکا اپنی ضد پر قائم رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس نے گھر سے خرچ کے لئے کچھ رقم مانگی تو باپ نے جواب دیا کہ مَیں تمہارا خرچ برداشت نہیں کر سکتا۔ تم اپنے دوستوں سے مانگو۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دراصل اس کا باپ اس کے لئے موقع پیدا کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں کا امتحان لے۔ جب باپ نے گھر سے جواب دے دیا اور تمام دوستوں کو معلوم ہو گیا کہ لڑکے کو گھر سے جواب مل گیا ہے تو انہوں نے اس کے پاس آنا جانا بند کر دیا اور میل ملاقات چھوڑ دی۔ آخر تنگ آ کر یہ لڑکا خود ہی ان دوستوں کو ملنے کے لئے ان کے گھروں پہ گیا۔ جس دوست کے دروازے پر دستک دیتا وہ اندر سے ہی کہلا بھیجتا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ کہیں باہر گئے ہوئے ہیں یا وہ بیمار ہیں اس وقت نہیں مل سکتے۔ سارا دن اس نے چکر لگایا مگر کوئی دوست ملنے کے لئے باہر نہ آیا۔ آخر شام کو گھر واپس لوٹا۔ باپ نے پوچھا بتاؤ دوستوں نے کیا مدد کی۔ کہنے لگا سارے ہی حرام خور ہیں۔ کسی نے کوئی بہانہ بنا لیا ہے اور کسی نے کوئی۔ باپ نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ وفادار نہیں ہیں۔ اچھا ہوا تمہیں بھی تجربہ ہو گیا۔ اب آؤ مَیں تمہیں اپنے دوست سے ملاؤں۔ وہ پاس ہی ایک جگہ گیا۔ اس کا ایک دوست جو سپاہی تھا۔ کسی چوکی میں ملازم تھا۔ یہ باپ بیٹا اس کے مکان پر پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کہ میں آتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی۔ دروازہ کھولنے کے لئے کوئی نہ آیا۔ لڑکے کے دل میں مختلف خیالات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اس نے باپ سے کہا ابّا جی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا دوست بھی میرے دوستوں جیسا ہی ہے۔ باپ نے کہا دیکھ۔ کچھ دیر انتظار کرو۔ آخر کچھ وقت گزر گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر آیا تو گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں ایک تھیلی اٹھائی ہوئی تھی دوسرے ہاتھ سے بیوی کا بازو پکڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے کہا کہ معاف فرمائیے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں جلدی نہ آ سکا۔ میرے جلدی نہ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ نے جب دروازے پر دستک دی تو میں سمجھ گیا کہ آج کوئی خاص بات ہے کہ آپ خود آئے ہیں ورنہ آپ کسی نوکر کو بھی بھجوا سکتے تھے۔ میں نے دروازہ کھولنا چاہا تو مجھے یکدم خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی مصیبت آئی ہو۔ یہ تین چیزیں میرے پاس تھیں ایک تلوار اور ایک تھیلی جس میں میرا ایک سال کا اندوختہ ہے، چند سو روپے ہیں اور میری بیوی خدمت کے لئے آئی ہے کہ شاید آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو۔ اور یہ دیر جو ہوئی ہے اس لئے ہوئی کہ تھیلی زمین میں دبائی ہوئی تھی اس کو نکالنے میں دیر لگ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کوئی ایسی مصیبت ہو جس میں کوئی جانباز کام آ سکتا۔ ہو اس لئے میں نے تلوار ساتھ لے لی کہ اگر جان کی ضرورت ہو تو مَیں جان پیش کر سکوں۔ پھر میں نے خیال کیا کہ گو آپ امیر آدمی ہیں لیکن ہو سکتا ہے کوئی مصیبت ایسی آئی ہو جس سے آپ کا مال ضائع ہو گیا ہو اور مَیں روپیہ سے آپ کی مدد کر سکوں تو مَیں نے یہ تھیلی ساتھ لے لی ہے۔ اور پھر مَیں نے خیال کیا کہ بیماری وغیرہ انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے گھر میں کوئی تکلیف ہو تو میں نے بیوی کو بھی ساتھ لے لیا تا کہ وہ خدمت کر سکے۔ اس امیر آدمی نے کہا کہ میرے دوست! مجھے اس وقت کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے اور کوئی مصیبت اس وقت مجھے نہیں آئی بلکہ مَیں صرف اپنے بیٹے کو سبق سکھانے کے لئے آیا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ سچی دوستی ہے اور اس سے بڑھ کر سچی دوستی انسان کو اللہ تعالیٰ سے قائم کرنی چاہئے کہ وہ اپنی جان اور مال اور اپنی ہر چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ جس طرح دوست کبھی مانتے ہیں اور کبھی منواتے ہیں اسی طرح انسان کا فرض ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ اور شرح صدر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کتنی باتیں مانتا ہے۔ رات دن ہم اس کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس نے جو چیزیں ہماری راحت اور آرام کے لئے بنائی ہیں ہم ان کو استعمال کرتے ہیں۔ آخر کس حق کے ماتحت ہم اتنی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہماری کتنی خواہشوں کو پورا کرتا ہے اور اگر کوئی

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع، حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

ایک آدھ دفعہ اپنی خواہش کے خلاف ہو جائے تو کس طرح لوگ اللہ تعالیٰ سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اصل تعلق یہ ہے کہ عُسر ہو اور یُسر ہو دونوں حالتوں میں استوار رہے اور اس میں کوئی فرق نہ آئے۔

(ماخوذ از اب عمل اور صرف عمل کرنے کا وقت ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 382 تا 384)

پس وہ لوگ جو نمازوں کے حق ادا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کرتے انہیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ وہ لوگ جو یہاں آئے تو احمدیت کی وجہ سے ہیں لیکن یہاں آ کر بھول گئے ہیں کہ احمدیت کی وجہ سے ہی انہیں یہاں رہنے کا، شہریت کا حق ملا ہے اور اس وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ جماعت کی خدمت کے لئے آگے آنا چاہئے لیکن وہ اسے بھول جاتے ہیں اور بعض دفعہ اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ اچھے عابد ہیں نہ وفادار ہیں۔ وفا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عُسر اور یُسر میں تنگی اور آسائش میں دونوں حالتوں میں ایسی ہونی چاہئے جس کے اعلیٰ معیار قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر وقت اس کے در پر رہ کر قربانی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہئے۔

اس دوستی کا حق ادا کرنے والے اشخاص کا واقعہ جو ابھی میں نے سنایا ہے وہ انبیاء اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر کس طرح چسپاں ہوتا ہے۔ اس کو بھی حضرت مصلح موعود نے بڑے خوبصورت رنگ میں بڑے دلچسپ الفاظ میں پیش فرمایا کہ جہاں محبت ہوتی ہے وہاں دلیلیں نہیں پوچھی جاتیں۔ وہاں انسان پہلے اطاعت کا اعلان کرتا ہے پھر یہ سوچتا ہے کہ میں اس حکم پر کس طرح عمل کروں۔ یہی کیفیات انبیاء کی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا پہلا کلام اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں اتنی ہوتی ہے کہ وہ دلیل بازی نہیں کرتے۔ اور پھر جب خدا کی آواز ان کے کانوں تک پہنچتی ہے تو وہ یہ نہیں کہتے کہ اے ہمارے ربّ! کیا تُو ہم سے ہنسی کر رہا ہے۔ کہاں ہم اور کہاں یہ کام؟ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! بہت اچھا اور یہ کہہ کر کام کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد سوچتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رات کیا۔ خدا نے کہا اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر یہ سوچنے لگے کہ اب میں یہ کام کس طرح کروں گا۔ پس آج سے پچاس سال پہلے (جب آپ نے پچاس سال کہا تھا اور آج اس بات کو تقریباً 125 سال ہو گئے ہیں بلکہ آج سے 27-126 سال) کہتے ہیں کہ آج سے پچاس سال پہلے کی وہ تاریخی رات جو دنیا کے آئندہ انقلابات کے لئے زبردست حربہ ثابت ہونے والی ہے۔ جو آئندہ بننے والی نئی دنیا کے لئے ابتدائی رات اور ابتدائی دن قرار دی جانے والی ہے۔ اگر ہم اس رات کا نظارہ سوچیں تو یقیناً ہمارے دل اس خوشی کو بالکل اور نگاہ سے دیکھیں۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ یہ خوشی انہیں کس گھڑی کے نتیجہ میں ملی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آئے انہیں یہ مسرت کس فعل کے نتیجے میں حاصل ہوئی اور کس رات کے بعد ان پر کامیابی و کامرانی کا یہ دن چڑھا۔ بہت سے لوگ مسیح موعود کا انتظار کرتے کرتے مر گئے لیکن وہ جنہوں نے مانا وہ یہ سوچتے ہیں اور اس طرح سوچتے ہیں کہ یہ خوشی اور یہ مسرت اور یہ کامیابی و کامرانی کا دن ان کو اس گھڑی اور اس رات کے نتیجہ میں ملا جس میں ایک تن تنہا بندہ جو دنیا کی نظروں میں حقیر اور تمام دنیاوی سامانوں سے محروم تھا اسے خدا نے کہا کہ اٹھ اور دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا ہو اور اس نے کہا اے میرے رب میں کھڑا ہو گیا۔ یہ وہ وفاداری تھی، یہ وہ محبت کا صحیح نظارہ تھا جسے خدا نے قبول کیا اور اس نے اپنے فضل اور رحم سے اس کو نوازا۔ رونا اور ہنسنا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے لیکن محبت کی گفتگو میں اور محبت کے کلاموں میں یہ باتیں آ ہی جاتی ہیں۔ جس طرح حدیث میں بھی آتا ہے کہ جب ایک صحابی نے مہمان نوازی کی تو اللہ تعالیٰ ان کی باتوں پر خوش ہوا اور ہنسا۔ (بخاری کتاب مناقب الانصار باب قول اللہ عزوجل ویؤثرون علی انفسھم حدیث 3798) بہرحال فرماتے ہیں کہ پس میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے بھی رونا ممکن ہوتا، اگر خدا کے لئے بھی ہنسنا ممکن ہوتا تو جس وقت خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کرتا ہوں اور آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور آپ نے یہ سوچا تک نہیں کہ یہ کام مجھ سے ہو گا کیونکر۔ اگر اس وقت خدا کے لئے رونا ممکن ہوتا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا رو پڑتا اور اگر خدا کے لئے ہنسنا ممکن ہوتا تو وہ یقیناً ہنس پڑتا۔ وہ ہنستا بظاہر اس بیوقوفی کے دعوے پر جو تمام دنیا کے مقابلے پر ایک نحیف و ناتواں وجود نے کیا اور وہ رو پڑتا اس جذبہ محبت پر جو اس تن تنہا روح نے خدا کے لئے ظاہر کیا۔ یہی سچی دوستی تھی جو خدا کو منظور ہوئی اور اسی رنگ کی سچی دوستی ہی ہوتی ہے جو دنیا میں بھی کام آیا کرتی ہے۔ پھر آپ نے وہ واقعہ بیان کیا جو میں نے دو دوستوں کا، غریب اور امیر کا بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ دنیا کی زبان میں یہ دوستی کی نہایت ہی شاندار مثال ہے جو بیان پہلے ہو چکی ہے اور انسان ایسے جذبات کو دیکھ کر بغیر اس کے کہ وہ اپنے دل میں شدید ہیجان محسوس کرے نہیں رہ سکتا۔ مگر اس دوستی کا اظہار اُس دوستی کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو نبی اپنے خدا کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔ وہاں قدم قدم پر مشکلات ہوتی ہیں۔ وہاں قدم قدم پر قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں اور وہاں قدم قدم پر مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پس نبیوں کا جواب اپنے خدا کو ویسا ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے جیسے اس غریب آدمی نے امیر آدمی کو دیا تھا۔ بیشک اگر معقولات کی نظر سے اس کو دیکھیں اور منطقی نقطہ نگاہ سے اس پر غور کریں تو اس غریب آدمی کی یہ حرکت ہنسی کے قابل نظر آتی ہے کیونکہ اس امیر کے ہزاروں نوکر چاکر تھے، ان کے ہوتے ہوئے ان کی بیوی نے کیا زائد خدمت کر لینی تھی۔ اسی طرح وہ لاکھوں کا مالک تھا اس کو سوڈیڑھ سو روپے کی تھیلی کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی اور خود اس کے کئی پہریدار اور محافظ تھے اس کو اس دوست کی تلوار کیا نفع پہنچا سکتی تھی؟ مگر محبت کے جوش میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ میری تلوار کیا کام دے گی۔ میرا تھوڑا سا روپیہ کیا فائدہ دے گا اور میری بیوی کیا خدمت سرانجام دے گی۔ اس نے تو اتنا ہی سوچا کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ مجھے حاضر کر دینا چاہئے۔ جس وقت محبت کا انتہائی جوش اٹھتا ہے اس وقت عقل کام نہیں کرتی۔ محبت عقل کو پرے پھینک دیتی ہے اور محبت فِکر کو پرے پھینک دیتی ہے اور پھر وہ محبت آپ سامنے آ جاتی ہے۔ جس طرح چیل جب مرغی کے بچوں پر حملہ کرتی ہے تو مرغی بچوں کو جمع کر کے اپنے پروں کے نیچے چھپا لیتی ہے اور بعض دفعہ تو محبت ایسی ایسی حرکات کرا دیتی ہے کہ دنیا اسے پاگل پنے کی حرکات قرار دیتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ جنون دنیا کی ساری عقلوں سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے اور دنیا کی ساری عقلیں اس ایک مجنونانہ حرکت پر قربان کی جا سکتی ہیں کیونکہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنے والی چیز ہے کہ اصل عقل وہی ہے جو محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ نبی کو بھی جب آواز آتی ہے کہ خدا زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا، خدا عزت و شوکت کو پیدا کرنے والا خدا، بادشاہوں کو گدا اور گداؤں کو بادشاہ بنانے والا خدا، حکومتوں کو قائم کرنے اور حکومتوں کو مٹانے والا خدا، دولتوں کو دینے اور دولتوں کو لینے والا خدا، رزق کے دینے اور رزق کے چھیننے والا خدا، زمین و آسمان کے ذرے ذرے اور کائنات کا مالک خدا ایک کمزور، ناتواں اور نحیف انسان کو آواز دیتا ہے کہ مَیں مدد کا محتاج ہوں، میری مدد کرو تو وہ کمزور اور ناتواں اور نحیف بندہ عقل سے کام نہیں لیتا۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ کیا حضور مدد کے محتاج ہیں۔ اے اللہ تُو مدد کا محتاج ہے؟ حضور تو زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ میں کنگال اور غریب، کمزور آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ وہ یہ نہیں کہتا بلکہ وہ نحیف و نزار اور کمزور جسم کو لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں۔ کون ہے جو ان جذبات کی گہرائیوں کا اندازہ کر سکتا ہے سوائے اس کے جس کو محبت کی چاشنی سے تھوڑا بہت حصہ ملا ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آج سے پچاس سال پہلے (اُس وقت اور آج سے 126 سال پہلے) اسی خدا نے پھر یہ آواز بلند کی اور قادیان کے گوشہ تنہائی میں پڑے ہوئے ایک انسان سے کہا کہ مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ مجھے دنیا میں ذلیل کر دیا گیا ہے۔ میری دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے۔ میرا دنیا میں کوئی نام لیوا نہیں ہے۔ میں بے یار و مددگار ہوں۔ اے میرے بندے میری مدد کر۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ یہ کہنے والا کون ہے۔ اور جس نے خطاب کیا ہے اور جس سے خطاب کیا جاتا ہے وہ کون ہے اس کی عقل نے یہ نہیں کہا کہ مجھے بلانے والے کے پاس تمام طاقتیں ہیں میں بھلا اس کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ اس کی محبت نے یعنی خدا تعالیٰ کی محبت نے اس کے دل میں ایک آگ لگا دی۔ جب خدا تعالیٰ کا پیغام ملا تو ایک آگ لگا دی اور دیوانہ وار بغیر کسی چیز کے جوش میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب میں حاضر ہوں۔ میرے رب مَیں۔ میں بچاؤں گا دین کو تباہ ہونے سے بچاؤں گا۔

(ماخوذ از الفضل 25 جنوری 1940ء جلد 28 نمبر 15 صفحہ 8 تا 10)

پس آج ہم جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا شخص کو اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کا عہد کر کے کھڑا ہونے والے شخص کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آج ہم جو اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کی بیعت میں آنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے اور اسلام اپنی نشأۃ ثانیہ کے دور میں داخل ہوا ہے اور اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں پہنچے گا۔ اگر ہم نے آپ سے یہ عہد بیعت اس لئے کیا ہے کہ ہم آپ علیہ السلام کے کام میں آپ کے مددگار بنیں گے تو پھر اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جو بھی ہم میں ہیں، کم ہیں یا زیادہ ہمیں بھی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آنا چاہئے۔ اپنی محبت کے اظہار خدا تعالیٰ سے بھی، اس کے رسول سے بھی اور اس کے مسیح سے بھی کرنے چاہئیں۔ اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اپنی وفاؤں کے معیار اونچے کرنے چاہئیں۔ اُسی طرح ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح وہ غریب دوست اپنے امیر دوست کے لئے تیار ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

RIC

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ

RAICHURI CONSTRUCTION

SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

خطبہ جمعہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ بعض سبق آموز واقعات کا تذکرہ

یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے لیکن اگر دوستوں کے ذریعہ آپس میں فیصلے ہو سکتے ہوں ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے

ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں

قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے

علم کے ساتھ عملی تجربہ بھی ضروری ہے اور دنیا میں اس کی بڑی اہمیت ہے

ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے

آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔ اپنے دوستوں کو بھی ان کا تعارف کروانا چاہئے

تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو، جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں

ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں

مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ کی شہادت شہید مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 04 / مارچ 2016ء بمطابق 04 امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ کچھ عرصہ میں بعض جمعوں کے خطبات میں مَیں نے بعض کہاوتیں، حکایتیں یا بعض کہانیاں جو سبق آموز ہیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بیان فرمائیں، بیان کیں۔ آج جب میں نے ان حکایتوں کو بیان کرنے کے لئے چنا تو مجھے خیال آیا کہ پاک و ہند کی پرانی کہانیاں اور روایتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں ان روایتوں کا آج تک جاری رہنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل سے ہی ہے۔ اگر جماعت کے لٹریچر میں یہ نہ ہوتیں تو کبھی کی یہ کہیں دفن ہو چکی ہوتیں اور اِس جدید زمانے میں ان کو کوئی بھی نہ جانتا۔ آج ان باتوں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں یہ دیکھ رہا تھا۔ سو ان روایتوں کو آج بیان کروں گا۔ یہ صرف کہانیاں ہی نہیں بلکہ بعض حقیقی واقعات بھی ہیں۔ بعض اَور طرز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصائح بھی فرمائی ہوئی ہیں۔ بعض جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو بظاہر تو لطیفے ہیں لیکن ان لطیفوں میں سے بھی آپ اصلاح کا پہلو ہمارے سامنے پیش فرما دیتے ہیں۔ ایسا ہی بظاہر ایک لطیفہ ہے جو پیش کرتا ہوں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مالن کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے کہ اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک کمہاروں کے گھر بیاہی ہوئی تھی دوسری مالیوں کے ہاں۔ جب کبھی بادل آتا تو وہ عورت دیوانہ وار گھبرائی ہوئی پھرتی تھی۔ لوگ کہتے تھے اسے کیا ہو گیا ہے؟ وہ کہتیں کہ میری ایک بیٹی نہیں رہی۔ کیوں کہ اگر بارش ہو گئی تو جو کمہاروں کے ہاں بیاہی ہوئی ہے وہ نہیں رہی، ان کا کاروبار ختم ہو جائے گا۔ اور اگر بارش نہ ہوئی تو جو مالیوں کے گھر ہے وہ نہیں رہے گی کیونکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ان کی سبزیاں وغیرہ نہیں اُگیں گی۔ تو بہرحال اگر ہو گئی تو کمہارن کے برتن خراب ہو جائیں گے۔ اگر نہ ہوئی تو سبزیوں والوں کی سبزی کا نقصان ہو گا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد سوم صفحہ 211)

بظاہر تو یہ ہلکی پھلکی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مثال اس ضمن میں بیان فرمائی کہ قادیان کے دو آدمیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا۔ دوستوں نے سمجھایا لیکن دونوں نے یہی کہا کہ نہیں ہم نے انگریزی عدالت میں جانا ہے وہیں سے فیصلہ کروانا ہے اور ایک دوسرے پر سرکاری عدالت میں نالش کر دی۔ جب مقدمے کی پیشی ہوتی تو وہ خود یا ان کا کوئی نمائندہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے آ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ دونوں میرے مرید ہیں اور ان سے تعلق بھی ہے۔ کس کے لئے دعا کروں کہ وہ ہارے اور وہ جیتے۔ مَیں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ جو سچا ہے وہ جیت جائے۔

آجکل بھی یہی حال ہے۔ جب احمدی ایک دوسرے پر قضاء میں یا عدالت میں کیس کرتے ہیں تو دعا کے لئے بھی ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ ایسی دعا کے لئے کہنا تو ایسا ہی ہے جیسے بارش ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے۔ یا تو کمہاروں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا یا مالیوں میں بیاہی ہوئی لڑکی کو نقصان پہنچے گا۔ کسی نہ کسی نے نقصان اٹھانا ہے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مقدمے بازی ہوتی تھی تو آج بھی اگر ہو رہی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، یہ جائز ہے۔ یہ جائز تو ہے کہ انصاف کے لئے انسان عدالت میں جائے لیکن اگر آپس میں فیصلے دوستوں کے ذریعہ ہو سکتے ہوں، ثالثی فیصلے ہو سکتے ہوں، مل بیٹھ کے ہو سکتے ہوں تو عدالتوں میں بھی نہیں جانا چاہئے اور پھر ڈھٹائی بھی نہیں دکھانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

بھی اس نمونے کو پسند نہیں فرمایا تھا۔ پس ضد جو ہے یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اس لئے اس ضد سے بھی بچنا چاہئے اور پھر دعا کے لئے کہہ کے امام کو بھی مشکل سے بچانا چاہئے۔ کیونکہ اگر دونوں ہی فریق احمدی ہوں تو کس کے لئے دعا کرے اور کس کے لئے نہ کرے۔ اور وہی دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس کا حق بنتا ہے اسے دے دے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک حکم کی طرف، ایک بات کی طرف ہمیں توجہ دلائی اور وہ یہ کہ والدین کا عزت و احترام کرنا چاہئے۔ سوائے دین کے معاملے کے، خدا تعالیٰ کے حکموں کے معاملے کے والدین کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ان کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ جب دین کا معاملہ آئے تو بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں احترام تو آپ کا کرتا ہوں لیکن کیونکہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہے اس لئے یہ بات ماننا میرے لئے مشکل ہے، میری مجبوری ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ لیکن بہت سے نوجوان ایسے ہیں جو اپنے ماں باپ کا مناسب احترام نہیں کرتے اور نہ ان کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں۔ بلکہ اولاد میں سے اگر کسی کو اچھا عہدہ مل جائے تو وہ اپنے غریب والدین سے ملنے میں بھی شرم محسوس کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کسی ہندو نے بڑی تکلیف برداشت کر کے اپنے لڑکے کو بی اے اور ایم اے کروایا اور اس ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔ سول سروس پہ چلا گیا۔ اس زمانے میں ڈپٹی ہونا بڑا اعزاز تھا۔ گو آج کے زمانے میں کوئی بڑا اعزاز نہیں سمجھا جاتا۔ اس کے باپ کو ایک دن خیال آیا کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے مَیں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی اپنی گندی دھوتی کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ ان میں سے کسی شخص کو اس آدمی کا بیٹھنا برا محسوس ہوا اور اس نے پوچھا کہ ہماری مجلس میں یہ کون بیٹھا ہوا ہے؟ تو ڈپٹی صاحب اس کی بات سن کر جھینپ گئے اور شرمندگی سے بچنے کے لئے کہنے لگے کہ یہ ہمارے ٹہلیا ہیں۔ یعنی کھلانے والے ہیں۔ باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سن کر غصے کے ساتھ جل گیا اور اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ جناب! مَیں ان کا ٹہلیا نہیں ان کی ماں کا ٹہلیا ہوں۔ ساتھ والوں کو جب معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں تو انہوں نے اس کو بڑی لعن طعن کی کہ اگر ہمیں پہلے بتا دیتے تو ہم اس کی مناسب تعظیم و تکریم کرتے۔ ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں کہ اگر رشتہ دار غریب ہوں تو لوگ رشتہ داروں کے ساتھ ملنے سے جی چراتے ہیں۔ چاہے وہ باپ ہے یا کوئی اور رشتہ دار ہے تا کہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی نہ آئے۔ گویا ماں باپ کا احترام یا اور دوسرے رشتے جن کا احترام کرنا چاہئے ان سے لوگ بچتے ہیں اور پھر بجائے اس کے کہ ماں باپ کا نام روشن کریں یہ تو الگ رہا ان کے نام کو بٹّہ لگانے والے بن جاتے ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 593)

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ لوگ بعض علماء یا مقررین کی تقریر صرف وقتی حظ اٹھانے کے لئے عادتاً سنتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارے میں یہی فرمایا ہوا ہے کہ مجلسوں میں صرف اس لئے نہ آؤ کہ فلاں مقرر اچھا ہے اس کی تقریر سننی ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس مجلس میں کیا ذکر ہو رہا ہے اور اس سے کیا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ بہرحال بعض لوگ نہ مقرر کی بات کی گہرائی کو، نہ تقریر کو سمجھ رہے ہوتے ہیں، نہ اس کا مقصد ان کو سمجھ آ رہا ہوتا ہے۔ صرف وقتی حظ کے لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض مقررین بھی صرف عارضی جذباتی کیفیت پیدا کرنے کے لئے بڑی زور دار تقریر کرتے ہیں یا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بڑی مختلف آوازیں نکالتے ہیں۔ بناوٹی قسم کی رقت بھی طاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو ایسے ہی ایک خطیب کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک خطیب کا ذکر سناتے تھے کہ وہ لیکچر کے لئے کھڑا ہوا اور اس کا مضمون بڑا رقّت والا تھا۔ ایک شخص آیا اور کھڑا ہو گیا۔ زمیندار آدمی تھا۔ ہاتھ میں اس کے ترنگڑی تھی۔ (یہ زمینداروں کی ایک چیز ہوتی ہے تین شاخہ سا آلہ ہوتا ہے۔ اس کا دستہ لمبا ہوتا ہے جو بھوسہ وغیرہ اٹھانے کے لئے، تُوڑی اٹھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جب جدید ٹیکنالوجی آئی ہے تو اس سے پہلے پرانے زمانے میں تو یہ یہاں مغربی ممالک میں بھی استعمال ہوتا تھا۔ بہرحال دیہات سے آیا اور تقریر سننے کے لئے کھڑا ہو گیا۔) جتنے لوگ وہاں بیٹھے تھے ان پر تو اس تقریر کا اثر نہ ہوا لیکن وہ زمیندار تھوڑی ہی دیر بعد رونے لگ گیا۔ تقریر کرنے والا جو واعظ تھا اس کی جو شامت آئی اور اس کے دل میں ریا پیدا ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ یہ میرے وعظ سے متاثر ہو گیا۔ اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو انسانوں کے قلوب بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ تم لوگ ہو جو گھنٹوں سے میرا وعظ سن رہے ہو لیکن ان پر مطلق اثر نہیں ہوا۔ مگر یہ ایک اللہ کا بندہ ہے اس پر فوراً اثر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے لئے آیا ہے، کھڑا ہوا ہے اور یہ رو پڑا۔ پھر اس نے لوگوں کو بتانے کے لئے کہ دیکھو کتنا اثر ہوا ہے اس سے پوچھا کہ میاں! کس بات نے تم پہ اثر کیا ہے کہ تم رو پڑے ہو۔ اس نے کہا، (اس کو صحیح طرح زمیندار لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں جو پرانے ہوں) کہ کل اسی طرح میری بھینس کا بچہ اَڑا اَڑا کر مر گیا تھا تو جب میں نے آپ کی آواز سنی تو وہ یاد آ گیا اور مَیں رو پڑا۔ تو یہ سن کر خطیب صاحب بہت شرمندہ ہوئے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 6 صفحہ 137)

گویا اس شخص کے جذبات تو ابھرے لیکن خطیب کے زوردار آواز میں بولنے اور بعض دفعہ رقّت کی کوشش میں اپنے گلے سے عجیب و غریب آوازیں نکالنے کی وجہ سے اس کو اپنی بھینس کا بچہ جو گلے سے عجیب آوازیں نکالتے ہوئے مرا تھا وہ یاد آ گیا۔ تو خطیب بیچارے کو اپنے خطاب کی جو غلط فہمی ہو گئی تھی کہ میری جو رقّت بھری تقریر ہے یہ سن کے شاید یہ رو پڑا ہے تو وہ اس کی رِیا نے، اس کی بناوٹ نے فوراً اُدور کر دی۔ ہمارے خلاف جو مولوی بولتے ہیں اگر کبھی ان کی تقریریں سنیں تو بالکل اسی طرح آوازیں آ رہی ہوتی ہیں۔ بہرحال یہ تو اُن لوگوں کا کام ہے۔ خاص طور پر جب ان کو احمدیت کے خلاف بولنے کا جوش آتا ہے تو جو لوگ پاکستان میں رہتے ہیں یا پاکستان سے ان دنوں میں آئے ہیں ان کو پتا ہو گا، جنہوں نے ان کی تقریریں سنی ہوں گی کہ کس طرح کی اور کیسی تقریریں ان کی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی ورنہ اسلام کے نام پر پیروں نے جو دوکانداریاں چمکائی ہوئی ہیں ہم بھی شاید انہی کا حصہ ہوتے۔ دعوے تو یہ پیر لوگ کرتے ہیں کہ بڑے پہنچے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی دعاؤں سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔ ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارا بڑا اقربیی تعلق ہے اور دنیا سے بالکل بے رغبتی ہے۔ لیکن ان کے عمل کیا ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو خاص درجہ تک پہنچا ہوا سمجھتا تھا مگر ایک دفعہ ایک مرید کے ہاں گیا اور جا کر کہا کہ لاؤ میرا ٹیکس۔ یعنی مجھے نذرانہ دو۔ قحط کا موسم تھا۔ مرید نے کہا کہ کچھ نہیں ہے۔ اس دفعہ معاف کر دو۔ پیر صاحب بہت دیر تک لڑتے جھگڑتے رہے اور آخر کوئی چیز اس کی بِکوائی۔ کوئی چیز اس کو بیچنی پڑی اور پھر روپیہ لے کر اس کی جان چھوڑی۔ تو اس قسم کی کمزوریاں اور گند ان لوگوں میں دیکھے جاتے ہیں جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ (ماخوذ از ذکر الٰہی۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 494-495)

اور یہ اُس زمانے کی کوئی پرانی باتیں نہیں بلکہ آج بھی پاکستان وغیرہ ملکوں میں ایسے پیر موجود ہیں۔ قرآن کریم میں جو علم و معرفت کا بیان ہوا ہے۔ اس نے ہر علم کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہ اَور بات ہے کہ اپنی کم علمی اور کم غور و تدبر کی وجہ سے اکثر اس کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طب کے تمام اصول قرآن مجید میں بیان کئے گئے ہیں اور دنیا کی تمام امراض کا علاج قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے مجھے اس طرح قرآن مجید پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور ممکن ہے میرا عرفان ابھی تک اس حد تک نہ پہنچا ہو مگر بہرحال (جتنا بھی عرفان ہے) اپنا عرفان اور اپنے بڑوں کا تجربہ ملا کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید سے باہر ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 503)

پس قرآن کریم پر غور اور تدبر کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفاسیر پڑھنی چاہئیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے بھی تفسیریں لکھی ہیں وہ پڑھنی چاہئیں۔ خلفاء کی بعض آیتوں پہ وضاحتیں ہیں، تفسیر ہے ان کو دیکھنا چاہئے۔ خود غور کرنا چاہئے اور قرآن کریم سے ہی علم و معرفت کے نکتے تلاش کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ ہم نے علم حاصل کر لیا اور یہ بہت ہے اور کسی چیز کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی تجربے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ کسی دوسرے سے مشورہ لینے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے یہ یاد رکھنے والی بات ہے کہ علم کے ساتھ تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص محض کتاب پڑھ کر طبیب بننا چاہے تو بہت مشکل ہے۔ بڑا محال ہے۔ مثلاً طب کی کتب ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کے پڑھنے کے ساتھ لائق طبیب کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج کیا ہو۔ اگر ایک طبیب ہے جب کتب پڑھ لے تو پھر کسی ماہر کے سامنے مریضوں کی تشخیص اور علاج بھی کرتا ہو۔ اسی لئے ڈاکٹروں کو جب کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ماہر ڈاکٹروں کے ساتھ ان کے پریکٹیکل بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو تجربہ حاصل نہیں ہوتا اور انسان کچھ سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن اس کے بعد بھی تجربات ضروری ہوتے ہیں صرف یہی نہیں کہ پڑھائی کے دوران تجربہ حاصل کر لیا۔ بہرحال کسی طبیب کا طب کا علم تبھی کامل ہو گا جب وہ ساتھ عمل بھی کرے گا۔ بغیر عمل کے علم مفید نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی علم اور عمل کے متعلق سناتے تھے کہ ایک طبیب تھا جو بہت بڑا عالم تھا۔ اس نے طب کا خوب مطالعہ کیا ہوا تھا۔ علم حاصل کیا ہوا تھا۔ بہت پڑھا ہوا تھا۔ اس نے رنجیت سنگھ کا شہرہ سنا تو دلّی سے اس کے دربار میں پہنچا کہ شاید ترقی حاصل ہو۔ رنجیت سنگھ کا وزیر ایک مسلمان تھا۔ اس نے اس سے ملاقات کی اور اس سے مہاراجہ سے ملنے کے لئے سفارش چاہی۔ یعنی طبیب نے مسلمان وزیر سے ملاقات کی اور کہا کہ میری سفارش کرو کہ میں راجہ سے مل سکوں۔ وزیر کو اندیشہ ہوا کہ اگر اس کا رسوخ ہو گا تو مَیں کہیں گر نہ جاؤں۔ اور طبیب کی سفارش نہ کرنا بھی اس نے مروّت کے خلاف سمجھا۔ کچھ وہ طبیب صاحب کی باتوں سے سمجھ بھی گیا تھا کہ ان کا عملی تجربہ تو کچھ نہیں لیکن بہرحال علم بہت ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے اس نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ حضور یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے فلاں کتاب پڑھی ہوئی ہے اور اس مسلمان وزیر نے اس طبیب کے علم کی بہت تعریف کی۔ مہاراجہ نے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ انہوں نے علاج بھی کیا ہے، تجربہ حاصل کیا ہے؟ وزیر نے کہا کہ تجربہ بھی حضور کے طفیل ہو جائے گا۔ آپ پہ تجربہ کر لیں گے۔ رنجیت سنگھ بڑا عقل مند آدمی تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ علم بغیر عمل کے کچھ نہیں اور کہا کہ تجربے کے لئے کیا غریب رنجیت سنگھ ہی رہ گیا ہے۔ بہتر ہے کہ حکیم صاحب کو انعام دے کر رخصت کر دیا جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 7 صفحہ 18-19)

پس علم کے ساتھ عملی تجربہ بھی ضروری ہے اور دنیا میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ کسی بھی میدان میں علم حاصل کرنے کے بعد اگر عملی تجربہ حاصل نہ کیا جائے تو بعض موقعے ایسے آتے ہیں جہاں کام کرتے وقت انسان کو پتا نہیں لگتا کہ آگے کیا کرنا ہے۔ ہاتھ پیر پھول جاتے ہیں اور باوجود علم کے جو مسئلہ سامنے ہوتا ہے، جو روک ہوتی ہے وہ دُور نہیں ہو سکتی۔ پس اگر صرف علم حاصل کر کے انسان اپنے آپ کو کسی میدان کا ماہر سمجھنے لگ جائے تو پھر اسے رنجیت سنگھ والا جواب ملے گا۔

جماعت کی عمومی ترقی کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے اور اس کی بہت اہمیت ہے کہ نوجوان جدید علم جب حاصل کرتے ہیں تو اس کا مزید تجربہ بھی حاصل کریں اور اپنے علم کو تجربہ کار لوگوں کے ساتھ ملا کر پھر جماعت کی ترقی کے لئے بھی استعمال کریں۔ بہت سے مشورے لوگ دیتے ہیں۔ نئی ٹیکنالوجی ہے اس کو استعمال کرنا ہے تو بعض دفعہ علم کی حد تک تو ٹھیک ہوتا ہے لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے اور یا پھر ایسی روکیں سامنے آ سکتی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے اور تجربہ کار لوگ یہ بتا سکتے ہیں۔

ایک احمدی ہو کر ایمان کی ایسی صورت میں حفاظت ہو سکتی ہے جب نظام جماعت اور خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور باقاعدہ تعلق ہو اور اس تعلق کے لئے ان ذرائع کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے جن سے دُور بیٹھ کر بھی وہ تعلق قائم رہے۔ حضرت مصلح موعود اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ جماعتی معاملات میں افراد کبھی ترقی نہیں کر سکتے بلکہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتے جب تک ان کا جڑ سے تعلق نہ ہو اور اس زمانے میں یہ تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اخبارات ہیں۔ انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلہ کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے

جیسے پاس بیٹھا ہے۔اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے مَیں اب بول رہا ہوں۔اس وقت آپ بیان فرماتے ہیں کہ اب عورتوں کا جلسہ ہورہا ہے، جلسے کی تقریر ہے۔عورتیں لاؤڈ سپیکر پر تقریر سن رہی ہیں۔اگر لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے ان تک آواز نہ جارہی ہوتی تو ان کو کچھ علم نہ ہوتا کہ کیا بول رہے ہیں۔پس لاؤڈ سپیکر نے عورتوں کو میری تقریر کے قریب کر دیا ہے۔ یہاں بھی اب لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے، عورتوں کے ہال میں بھی آواز جارہی ہے اور وہ بھی سُن رہی ہیں۔یہ بھی ایک قربت ہے۔

اسی طرح اخبارات دُور رہنے والوں کو قوم سے وابستہ رکھتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ الحکم اور بدر ہمارے دو بازو ہیں۔گو بعض دفعہ یہ اخبارات ایسی خبریں بھی شائع کر دیتے تھے جو ضرر رساں ہوتی تھیں مگر چونکہ ان کے فوائد ان کے ضرر سے زیادہ تھے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایسا محسوس کرتے ہیں جیسے یہ دو اخبارات ہمارے دو بازو ہیں۔دو بازو ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ان کے ذریعہ ہمارا جو بازو ہے یعنی جماعت وہ ہم سے ملا ہوا ہے۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ اُس زمانے میں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں، ہمارے اخبارات کی طرف احباب کو بہت توجہ ہوا کرتی تھی۔حالانکہ جماعت اس وقت آج سے دسواں یا بیسواں حصہ تھی اور اب تو سوواں یا ہزارواں حصہ ہے۔چنانچہ بدر کی خریداری ایک زمانے میں، اُس زمانے میں چودہ پندرہ سو رہ چکی تھی۔اس کے بعد پھر کم ہوتی رہی۔اسی طرح الحکم کی تعداد بھی بڑھی۔جماعت کے دوست اس زمانے میں کثرت سے اخبارات خریدتے تھے بلکہ جو پڑھے لکھے نہیں تھے بعض دفعہ وہ بھی خریدتے تھے اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے دے دیتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہے۔(مصری صاحب کے خلافت سے انحراف کے متعلق تقریر۔انوار العلوم جلد 14 صفحہ 544-545) بلکہ ایک احمدی یکّہ چلانے والے تھے۔پڑھے لکھے نہیں تھے۔وہ الحکم منگوا کر رکھ لیتے تھے اور اپنی سواریاں جب ٹانگے پر لے کے جاتے تھے تو سواری کی شکل دیکھ کے پہچان لیتے تھے کہ یہ کوئی شریف النفس ہے تو اسے اخبار دے کر کہتے تھے کہ یہ اخبار آیا ہے ذرا مجھے پڑھ کر سنانا اور اس طرح بعض دفعہ جب سواری اپنی منزل پر پہنچ کے اترتی تھی تو اخبار کا نام پتا نوٹ کر لیتے تھے اور اس طرح جماعت کے رابطے میں آتے تھے اور پھر بیعتیں ہوتی تھیں۔اس وقت لوگ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے اپنے علاقے میں باوجود اَن پڑھ ہونے کے اور ٹانگہ چلانے کے سب سے زیادہ بیعتیں کروائیں۔اِس زمانے میں تو اللہ تعالیٰ نے اور بھی آسانی ہمارے لئے پیدا فرمادی ہے۔ایک تو اپنی تربیت اور خلافت سے مضبوط تعلق کے لئے ہر احمدی کو ایم ٹی اے سننے کی ضرورت ہے اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔دوسرے تبلیغ کے لئے جو ایم ٹی اے اور ویب سائٹ پر پروگرام ہیں وہ بھی دوسروں کو بتانے چاہئیں۔اپنے دوستوں کے ساتھ بعض دفعہ موقع ملتا ہے تو بیٹھ کے دیکھنے چاہئیں۔دوستوں کو ان کا تعارف کروانا چاہئے۔بہت سارے خط مجھے ابھی بھی آتے ہیں کہ جب سے ہم نے ایم ٹی اے پر کم از کم خطبات ہی باقاعدہ سننے شروع کئے ہیں ہمارا جماعت سے مضبوط تعلق ہو رہا ہے۔ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہو رہی ہے۔پس آجکل ایم ٹی اے اور اسی طرح alislam کی جو ویب سائٹ ہے یہ جماعت کی ویب سائٹ ہے۔یہ بڑا اچھا ذریعہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کو بھی پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور ہر احمدی کی تربیت اور خلافت سے جوڑنے اور جماعت سے جوڑنے کا بھی ذریعہ ہیں۔پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس کے ساتھ جڑنے کی کوشش کریں۔

بعض لوگ سوچ تو یہ رکھتے ہیں کہ ان کی اصلاح ہو اور اسلامی احکامات کی پابندی کرنے والے ہوں۔خاص طور پر نمازوں کے بارے میں یہ خواہش رکھتے ہیں کہ باقاعدہ نماز پڑھنے والے ہوں لیکن پھر ایسے لوگوں کی صحبت میں چلے جاتے ہیں جو سست ہیں اور نتیجۃً باوجود خواہش کے خود یہ لوگ بھی سست ہو جاتے ہیں۔یہ اثر لاشعوری طور پر پڑ رہا ہوتا ہے۔پس تعلقات بنانے کے لئے بھی ایسے لوگوں کو چننا چاہئے جن کی دینی حالت اچھی ہو جو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کرنے والے ہوں اور پابند ہوں۔اس حوالے سے خاص طور پر مَیں ربوہ اور قادیان کے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جہاں تھوڑی سی جگہ پر احمدیوں کی بڑی تعداد ہے اور اسی طرح وہاں مساجد بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہیں کہ مسجدوں کو آباد کریں۔اسی طرح بہت سے ایسے لوگ جو جماعت کے نظام کے بارے میں غلط خیالات رکھتے ہیں ان سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔باہر سے جو لوگ جاتے ہیں وہ بعض دفعہ اس بارہ میں مجھے لکھتے بھی ہیں، شکایتاً بھی لکھتے ہیں کہ ربوہ میں بھی نمازوں کے اہتمام کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔پس ربوہ کے شہریوں کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔جو کمزور ہیں وہ کمزوروں کا اثر لینے کی بجائے ان لوگوں کا اثر لیں جن کا جماعت سے مضبوط تعلق بھی ہے اور جو نماز میں بھی باقاعدہ ہیں۔اس کی مثال دیتے ہوئے کہ کس طرح اثر ہوتا ہے اور عقلمند کس طرح سمجھ جاتا ہے کہ مجھ پر دوسرے کا اثر ہو رہا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آ کر اس سے چمٹ گیا۔جب جالینوس نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا میرا فصد نکلواؤ۔یعنی خون نکلواؤ۔اس پر لوگوں نے پوچھا کہ فصد کیوں کھلواتے ہیں۔کہنے لگا کہ یہ دیوانہ جو آ کر مجھ کو چمٹ گیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رَگ جنون کی ہے کہ یہ اَوروں کو چھوڑ کر مجھ سے آ چمٹا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر جنون کی کوئی رَگ ہے جس سے اس دیوانے کو مناسبت ہوئی اور وہ میری طرف کھچا آیا۔تو مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے جھکنا جو نمازی نہیں ہیں اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سست ہیں یہ بتاتا ہے کہ انہیں بھی سست لوگوں سے مناسبت ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود۔جلد 9 صفحہ 348-349)

پس عمومی طور پر ہر جگہ ہی ہر احمدی کو سست لوگوں سے مناسبت رکھنے کی بجائے چست لوگوں سے، active لوگوں سے، جماعت کے فعّال لوگوں سے مناسبت رکھنی چاہئے۔ان سے تعلق رکھنا چاہئے اور جب یہ مناسبت قائم ہو کر چست لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا تو سست بھی پھر چست ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں ایک دفعہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مَیں معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔اگر مجھے فلاں معجزہ دکھا دیا جائے تو میں آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہوں۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مداری نہیں۔وہ کوئی تماشا نہیں دکھاتا بلکہ اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔آپ یہ بتائیں کہ جو پہلے معجزے دکھائے گئے تھے ان سے آپ نے کیا فائدہ اٹھایا ہے کہ آپ کے لئے اب کوئی نیا معجزہ دکھایا جائے۔مگر انسانی فطرت کی کمزوری اس کو بھی ناپسند کرتی ہے بلکہ شاید اسے بدتہذیبی قرار دیتی ہے۔وہ جائز سمجھتی ہے کہ سستی اور غفلت میں مبتلا چلی جائے بلکہ سستی اور غفلت میں ہمیشہ پڑی رہے اور کوئی اس سے اتنا بھی سوال نہ کرے کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک ادا کیا ہے ہاں جب وہ کوئی تماشا دیکھنا چاہے اس وقت اسے وہ تماشا ضرور دکھا دیا جائے۔

(ماخوذ از ’تحریک جدید ایک قطرہ ہے‘۔انوار العلوم جلد 14 صفحہ 227-228)

یہ انسانی فطرت ہے۔یہ عادت ضدی انسانوں کی ہمیشہ سے ہے کہ نہ ماننا ہو تو شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔تمام انبیاء سے یہی سوال ہوتے رہے ہیں حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نہ ماننے والوں نے ایسے ہی مطالبے کئے تھے کہ سونے کے گھر کا نشان دکھائیں۔آسمان پر چڑھنے کا نشان دکھائیں اور پھر یہی نہیں بلکہ آسمان سے ہمارے سامنے کتاب بھی لے کر آئیں۔اور اس طرح کی بیہودہ باتیں اور اعتراض تھے۔پس اللہ تعالیٰ ان بیہودہ مطالبوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور نہ اس کے انبیاء دیتے ہیں۔بے شمار نشانات ہیں اگر ماننا ہو تو نیک فطرتوں کے لئے وہی کافی ہوتے ہیں۔

بعض لوگوں نے تحریک جدید پر بعض اعتراض کئے کہ یہ کیا نئی سکیم شروع کر دی ہے۔اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ پر فرمایا کہ درحقیقت میری تحریک کوئی جدید تحریک نہیں بلکہ یہ قدیم تحریک ہے۔اور اس جدید کے لفظ سے نہ صرف ان ماؤف اور بیمار دماغوں سے تلعّب کیا گیا ہے جو بغیر جدید کے کسی بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جس طرح ڈاکٹر جب ایک مریض کا لمبے عرصے تک علاج کرتا رہتا ہے تو بیمار بعض دفعہ کہتا ہے کہ مجھے ان دواؤں سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔تب وہ کہتا ہے اچھا میں آج تمہیں نئی دوا دے دیتا ہوں۔یہ کہہ کر وہ پہلی دوا میں کچھ اور ملا دیتا ہے۔مثلاً اس زمانے میں آپ نے مثال دی کہ ٹنکچر کارڈمم (Tincture Cardamom) ملا کر خوشبودار بنا دیتا ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ یہ نئی دوا مجھے مل گئی اور ڈاکٹر بھی اسے نئی دوا کہنے میں حق بجانب ہوتا ہے کیونکہ دوا میں ایک نئی دوا ملائی ہوتی ہے مگر وہ اس لئے اسے جدید بناتا ہے تا مریض دوائی پیتا رہے اور اس کی امید نہ ٹوٹے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ ایک بڑھیا آئی۔اسے ملیریا بخار تھا جو لمبا ہو گیا، اتر نہیں رہا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم کونین کھایا کرو۔وہ کہنے لگی کونین؟ میں تو اگر کونین کی گولی کا چوتھا حصہ بھی کھا لوں تو ہفتہ ہفتہ بخار کی تیزی سے پھونکتی رہتی ہوں۔جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ کونین کھانے کے لئے تیار نہیں تو چونکہ عام طور پر ہمارے ملک میں کونین کو کوُنَین کہتے ہیں جس کے معنی دو جہانوں کے ہوتے ہیں یعنی دو جہان۔اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کھانے کو تو کونین دی، گولیاں دیں۔مگر فرمایا یہ دَارین کی گولیاں ہیں انہیں استعمال کرو۔کوُنَین اور دَارین دو جہان ہی ہیں۔واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا تھا یہ کوُنِین نہیں ہے۔اس کا نیا نام رکھ دیا۔دو تین گولیاں ہی اس نے کھائی ہوں گی کہ آ کے کہنے لگی کہ مجھے تو اس دوا سے ٹھنڈک پڑ گئی ہے کچھ اور گولیاں دیں۔پہلے تو وہ کہتی تھی کہ آدھی گولی کھا لوں، چوتھا حصہ کھا لوں تو بخار نہیں اترتا، گرمی ہو جاتی ہے یا نام بدلنے سے ہی ٹھنڈک پڑ گئی۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح پرانی تحریک کا نام جدید رکھ دیا۔اور تم نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ جدید تحریک ہے۔وہ لوگ جن کے اندر اخلاص تھا وہ چاہتے تھے کہ روحانیت میں ترقی کریں انہوں نے جب ایک تحریک کا نیا نام سنا تو انہوں نے کہا یہ نئی چیز ہے۔آؤ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور وہ لوگ جن کے اندر نفاق تھا انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ نئی چیز ہے، کہنا شروع کر دیا کہ اب یہ نئی نئی باتیں نکال رہے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق سے انحراف کر رہے ہیں۔نہ اِس نے بات سمجھنے کی کوشش کی اور نہ اُس نے فائدہ اٹھایا۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 14 صفحہ 230و231)

پس یہ ایک قانون ہے جو ہمیشہ سے مقرر ہے آدم کے وقت سے آج تک کہ جب شیطان تم پر حملہ کرے تو تمہیں اس سے بچنے کے لئے ترکیبیں نکالنی پڑیں گی اور شیطان سے بچنے اور دین کے کام میں ترقی کے لئے جب بھی کوئی ترکیب نکالی جائے تو اصل میں وہ اس مقصد کے حصول کے لئے ہوتی ہے جس کے لئے انبیاء آئے اور جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور جس کے لئے اس زمانے میں آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے۔کسی بھی مقصد کے حصول کے لئے اور جماعت کی مجموعی ترقی کے لئے ذمہ دار افراد کو مسلسل اور پیچھے پڑ کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے چاہے وہ تربیت کا کام ہو یا کوئی اور کام ہو۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک فقیر تھا جو اکثر اس کمرے کے سامنے جہاں پہلے محاسب کا دفتر تھا بیٹھا کرتا تھا۔جب اسے کوئی آدمی احمدیہ چوک میں سے آتا ہوا نظر آتا تو کہتا کہ ایک روپیہ دے دو۔جب آنے والا کچھ قدم آگے آ جاتا تو کہتا اٹھنّی ہی سہی۔جب وہ کچھ اور آگے آتا تو کہتا چونّی ہی سہی۔جب اس کے مقابلے پر آ جاتا تو کہتا دو آنے ہی دے دو۔جب اس کے پاس سے گزر کر دو قدم آگے چلا جاتا تو کہتا ایک آنہ ہی سہی۔جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا ایک پیسہ ہی دے دے۔جب کچھ اور آگے چلا جاتا تو کہتا دھیلہ ہی سہی۔جب جانے والا اس موڑ کے قریب پہنچتا جہاں مسجد اقصیٰ کی طرف مڑتے ہیں تو کہتا کہ پکوڑا ہی دے دو۔جب دیکھتا کہ آخری نکّڑ پر پہنچ گیا ہے تو کہتا مرچ ہی دے دو۔وہ روپے سے شروع کرتا اور مرچ پر ختم کرتا۔اسی طرح کام کرنے والوں کو بھی یہی سمجھنا چاہئے کہ کچھ نہ کچھ تو ہمارے ہاتھ آ جائے۔اگر پہلی دفعہ سو میں سے ایک کی طرف توجہ کرے گا تو اگلی دفعہ دو ہو جائیں گے اس سے اگلی دفعہ چار ہو جائیں گے اور اس طرح آہستہ آہستہ بڑھتے جائیں گے۔پس کام کرو اور پھر نتیجہ دیکھو۔جب دنیوی کام بے نتیجہ نہیں ہوتے تو کس طرح سمجھ لیا جائے کہ اخلاقی اور روحانی کام بغیر نتیجہ کے ہو سکتے ہیں۔لیکن جن کے من ٹھیک نہ ہوں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو کام کرتے ہیں لیکن نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔’نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے‘ کہنے سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے تو اپنی طرف سے پوری محنت کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سے دشمنی نکال لی۔یہ کہنا کس قدر حماقت اور بیوقوفی ہے۔گویا اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو کام ہم کرتے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔لیکن اچھے یا برے نتیجہ کا دارومدار ہمارے اپنے کام پر ہوتا ہے۔کسی شخص نے

1/10 حصے کے لئے محنت کی ہے تو قانون قدرت یہی ہے کہ اس کا 1/10 حصہ نتیجہ نکلے گا۔ اب اس کے 1/10 حصے نکلنے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کی وجہ سے 1/10 حصہ نتیجہ نکلے گا ورنہ اس نے محنت تو زیادہ کی تھی۔ قانون قدرت کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا لیکن شرارتی نفس یہ کہتا ہے کہ میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا تھا لیکن اللہ میاں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا اور بھول گیا۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہوسکتا ہے۔ پس جہاں تک محنت اور کوشش کا سوال ہے نتائج ہمارے ہی اختیار میں ہیں اور اگر نتیجہ اچھا نہیں نکلتا تو سمجھ لو کہ ہمارے کام میں کوئی غلطی رہ گئی ہے۔ کوشش کرنی چاہئے کہ ہر کام کے نتائج کسی معین صورت میں ہمارے سامنے آسکیں اور جب تک یہ نتائج سامنے نہ آئیں ہمیں آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ (ماخوذ از انوار العلوم جلد 18 صفحہ 201و202)

بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عبادت کی، بڑی دعائیں کیں، ہمیں ہمارے مقصد نہیں حاصل ہو سکے۔ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ تو ان کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو جس حد تک جانا چاہئے وہاں تک نہیں پہنچے یا پھر انہوں نے منزل تو مقرر کر لی لیکن راستہ غلط لے لیا۔ پس اس پر ایک دعا کرنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ راستہ بھی صحیح ہو اور جو جتنی محنت چاہئے وہ بھی ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کیمیا گر جب ناکام رہتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی۔ گویا وہ کیمیا بننے سے نا امید نہیں ہوتا بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے حالانکہ کیمیا گری میں امید کی گنجائش ہی نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھنے اور اس کے قریب ہونے کی تو پوری امید ہے مگر کیمیا گر جس کی ساری عمر ہی ایک آنچ کی کسر میں گزر جاتی ہے وہ تو باوجود ہر دفعہ کی ناکامی کے نا امید نہیں ہوتا لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قریب ہونا چاہے کامیاب نہیں ہوتا تو اپنے طریقِ عمل کا نقص قرار نہیں دیتا بلکہ خدا تعالیٰ سے نا امید ہو کر فوراً نا امید ہو جاتا ہے اور اپنی تمام کوششیں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ پس کیمیا گر تو غلطی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور سونا بننے کے خیال کو یقینی سمجھتا ہے لیکن خدا کو پانے کی کوشش کرنے والا اپنی غلطی کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 11 صفحہ 60)

آجکل کی ریسرچ کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔ سالوں ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ریسرچ کرتے ہیں۔ سالوں لگاتے ہیں اور پھر سالوں بعد جاکے کہیں کامیابی ملتی ہے اور وہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جس طریق کو ایک دفعہ اپنایا ہو اسی کو اختیار کریں۔ مختلف تجربات میں مختلف طریقے بدلتے رہتے ہیں۔ پس روحانیت کے حصول اور خدا تعالیٰ کے قرب اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی اپنے طریق کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی ضرورت ہے اور اس کے جائزے کی ضرورت ہے۔ کس طرح اصلاح کر رہے ہیں۔ اس کے لئے اپنے نفس کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہر قسم کے اعمال کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس قسم کے ہمارے اعمال ہیں۔ اپنی سوچوں اور عقل کی درستی کی ضرورت ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعائیں سنتا ہوں اور پھر اگر وہ قریب نہیں آتا، دعائیں نہیں سنی جاتیں تو کہیں نہ کہیں، کسی جگہ ہماری کوششوں اور حالتوں میں کمی ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ گداگر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نر گدا اور ایک دوسرا خر گدا۔ نر گدا وہ ہوتا ہے جو کسی کے دروازے پر کر آواز دیتا ہے کہ کچھ دو۔ اگر کسی نے کچھ ڈال دیا تو لے لیا۔ نہیں تو دو تین آوازیں دے کر آگے چلے گئے۔ مگر خر گدا وہ ہوتا ہے کہ جب تک نہ ملے ٹلتا نہیں۔ اس قسم کے گداگر لئے بغیر پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور ایسے گداگر بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھی آکر ایک شخص بیٹھا کرتا تھا۔ وہ نہیں اٹھتا تھا جب تک کچھ لے نہ لیتا۔ وہ بیٹھا رہتا تھا جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر نہ نکلتے اور اسے کچھ دے نہ دیتے۔ پھر بعض اوقات وہ رقم مقرر کر دیتا کہ اتنی رقم لینی ہے اور اگر حضرت صاحب اس سے کم دیتے تو وہ ہرگز نہ لیتا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مہمان اسے اتنی رقم پوری کر دیتے تھے کہ چلا جائے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا کہ اگر اس کے منہ سے کوئی رقم نکل گئی کہ یہ لینی ہے اور وہ پوری نہ ہوتی تو وہ جاتا نہ تھا جب تک رقم پوری نہ کر دی جاتی اور اگر حضرت صاحب بیمار ہوتے تو تب تک نہ جاتا جب تک صحت یاب ہو کر آپ باہر تشریف نہ لاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ دعا کی قبولیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خر گدا بنے اور مانگتا چلا جائے اور خدا کے حضور دھونی رما کر بیٹھ جائے اور ٹلے نہیں جب تک کہ خدا کا فعل یہ ثابت نہ کر دے کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 10 صفحہ 200)

خدا کا فعل کہ اب اس کے متعلق دعا نہ کی جائے کئی طرح سے ہے۔ ایک عورت مثلاً حمل میں ہے۔ آجکل کی سائنس کے مطابق یہ پتا چل جاتا ہے کہ لڑکی پیدا ہو رہی ہے یا لڑکا پیدا ہونا ہے اور آخری وقت میں آکے بالکل پتا چل جاتا ہے۔ اس وقت یہ کہنا کہ اب لڑکا ہی ہو یہ خدا تعالیٰ کے فعل کے خلاف ہے۔ وہ تو پیدائش کا آخری وقت ہے۔ ہاں اگلے حمل کے لئے یہ دعا قبول ہوسکتی ہے کہ آئندہ حمل میں پھر اللہ تعالیٰ لڑکا دے دے یا کبھی خدا کا منشاء کھول دیا جائے اور پھر بھی انسان دعا کرتا رہے تو پھر بھی یہ غلط ہے۔ یہ بے ادبی بن جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کبھی تدبیر کو بھی نہیں چھوڑنا۔ تدبیر بھی دعا کے ساتھ ضروری ہے۔ تدبیر اور دعا مستقل مزاجی سے کرتے رہنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے۔ تدبیر کا دعا کے ساتھ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے کہ تدبیر کا دعا کے ساتھ نہ ہونا بالکل غلط چیز ہے اور ایسے شخص کی دعا اس کے منہ پر ماری جاتی ہے جو صرف دعا کرتا ہو اور تدبیر نہ کرتا ہو۔ جو تدبیر اور دعا کو ساتھ نہیں رکھتا اس کی دعا نہیں سنی جاتی کیونکہ دعا کے ساتھ تدبیر کا نہ کرنا خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا اور اس کا امتحان لینا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ بندے اس کا امتحان لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مستقل مزاجی سے اور اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بناتے ہوئے اور تمام ظاہری پہلو اپناتے ہوئے دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو شہید کا جنازہ ہے۔ مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب ساکن کوٹ عبد المالک ضلع شیخوپورہ کو مخالفین نے یکم مارچ 2016ء کو دوپہر تقریباً ڈیڑھ بجے ان کے گھر کے باہر چھریوں کے وار کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وقوعہ کے روز شہید مرحوم قمر الضیاء صاحب گھر سے ملحقہ اپنی دوکان کو بند کر کے اپنے بچوں کو سکول سے لینے کے لئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ دو نامعلوم حملہ آوروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو گھسیٹتے ہوئے گلی میں لے گئے۔ ایک شخص نے قمر الضیاء صاحب کو دبوچ لیا اور دوسرے نے ان پر چھریوں کے ساتھ وار شروع کر دیئے۔ مکرم قمر الضیاء صاحب نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن ان کی چھاتی، کندھے، دل اور گردن پر چھریوں کے زخم آئے۔ ایک حملہ آور نے گردن کے پیچھے چھری سے وار کیا اور چھری جسم میں پیوست چھوڑ کر موقع سے فرار ہو گئے۔ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی آپ شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم دولت خان صاحب کے ذریعہ ہوا تھا جنہوں نے اولکھ بیری ضلع گورداسپور سے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ شہید مرحوم کے دادا مکرم فتح محمد صاحب بھی بفضلہٖ تعالیٰ پیدائشی احمدی تھے۔ وہ بھی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد یہ خاندان ہجرت کر کے کالیکے ناگرے ضلع سیالکوٹ میں آکر آباد ہوا۔ شہید مرحوم کی پیدائش وہیں کی ہے۔ پھر یہ 1985ء میں کوٹ عبد المالک آ گئے۔ شہید مرحوم نے بی کام تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ مختلف ادارہ جات میں ملازمت کی۔ بعد میں اپنے گھر سے ملحقہ ایک دکان کھول لی۔ کاروبار کا آغاز کیا۔ فوٹو سٹیٹ اور موبائل کی دوکان بنائی۔ 2004ء میں ان کی شادی ہوئی۔ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ نیک، ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس، ملنسار شخصیت کے مالک، نہایت مخلص، فدائی اور دلیر نوجوان تھے۔ مرکزی مہمانان کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ جماعتی خدمات میں بھی ہمیشہ نمایاں رہے۔ ہر ایک سے خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ شہید کے بھائی مظہر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ نمازوں کی ادائیگی کا بالعموم اور نماز جمعہ کی ادائیگی کا بالخصوص انتظام کیا کرتے تھے۔ شہید مرحوم کو باقاعدگی کے ساتھ جمعہ پڑھتے دیکھ کر دیگر غیر از جماعت دوکاندار بھی اپنی دوکانیں بند کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر یہ مرزائی جمعہ کے وقت دوکان بند کر کے جا سکتا ہے تو ہمیں بھی جانا چاہئے۔ آپ اس وجہ سے بھی کبھی جمعہ نہیں چھوڑتے تھے کہ میری وجہ سے غیر احمدی لوگ بھی جمعہ کے لئے جاتے ہیں۔

آپ کی اہلیہ نے بتایا کہ گزشتہ ماہ سے شہید مرحوم کے رویے میں نمایاں تبدیلی آئی تھی اور میرا پہلے سے بڑھ کے خیال رکھتے۔ کسی سخت بات کا بھی برا نہیں مناتے تھے۔ شہید مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور اس وقت سیکرٹری اصلاح وارشاد کے عہدے پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اس سے پہلے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تمام جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کو جماعتی مخالفت کا سامنا تھا اور اس کے بارے میں پولیس اور انتظامیہ کو تحریری درخواستیں بھی دی جا چکی تھیں۔ 14/اگست 2012ء کو تقریباً پانچ سو افراد پر مشتمل جلوس پولیس کی نگرانی میں قمر الضیاء صاحب کے گھر کے باہر اکٹھا ہوا۔ مخالفین کے دباؤ پر ایک پولیس والے نے دوکان کے کاؤنٹر پر چڑھ کر تصاویر اتارنی شروع کر دیں۔ دوکان کے شٹر پر لکھے ہوئے۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ اور کلمہ طیبہ کو سیاہ رنگ پھیر کر مٹا دیا۔ بعد ازاں اس گھر کی دیوار پر آویزاں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ اور مَاشَآءَ اللّٰہ کی تحریرات کو بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا۔ آخر میں گھر کے باہر لگی نام والی تختی جس پر قمر الضیاء صاحب کے والد صاحب کا نام محمد علی لکھا ہوا تھا اس سے 'محمد' بھی چھینی ہتھوڑے سے توڑ دیا گیا۔ یہ تو ان لوگوں کی حالت ہے سوائے اس کے کہ اس پہ اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا جائے اور کیا کِیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح 26/جنوری 2014ء کو چالیس سے پچاس مولویوں کے ایک جلوس نے قمر الضیاء صاحب کو ان کی دوکان سے زبردستی باہر نکال کر تشدد کا نشانہ بنانے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کی بے حرمتی کی اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے۔ اس دوران پولیس موقع پر پہنچ کر قمر الضیاء صاحب کو تھانے لے گئی لیکن بعد ازاں مخالفین کے خلاف بغیر کسی کارروائی کے معاملہ رفع دفع کروا دیا۔ تو یہ مخالفانہ حالات تھے۔ دھمکیاں ان کو مستقل ملتی تھیں۔ اس وجہ سے ان کا خیال تھا کہ شاید بیرون ملک چلے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور اپنے پاس بلا لیا۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں دو بھائی اور دو ہمشیرگان کے علاوہ والد مکرم محمد علی صاحب، اہلیہ روبی قمر صاحبہ تین بچے حذیفہ احمد عمر دس سال، بیٹی امۃ المتین عمر سات سال اور ایک دوسری بیٹی امۃ الہادی عمر چار سال چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس شہید بھائی کے درجات بلند فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیشہ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور نعماء جنت سے نوازتا رہے۔ اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔

......☆......☆......

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

www.intactconstructions.org
وَسِّعْ مَکَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

جلسہ سالانہ قادیان 2015ء میں عربوں کی شرکت (1)

قادیان دارالامان، خوابوں کی بستی، 'کرموں والی اُچّی بستی' کی زیارت کا شرف کسی غیر معمولی نعمت سے کم نہیں ہے۔ یہ بستی جو نبیٔ پاکؐ کے خادمِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا مسکن ہے، جس کی گلیوں اور درودیوار میں ایک ایسی کشش اور ایسی مسحور کردینے والی خوشبو ہے جو ہر زائر کے لئے وجہِ راحتِ جاں بن کر اس کے شعور اور فہم وادراک کو معطر کردیتی ہے۔ دنیا داری کے آگ برساتے صحراؤں میں ننگے پاؤں بھٹکنے والا انسان جیسے ہی اس بستیٔ نور میں قدم رکھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے جیسے وہ کسی نخلستان میں آ گیا ہو جہاں چاروں طرف سکون، طمانیت، محبت، اور ممتا بھری آسودگی کے جھکتے بادلوں سے ایک معطر پھوار ہمہ وقت دل ودماغ اور روح کے عمیق ترین حصوں کو شاداب کرتی جاتی ہے۔ اس بستی میں قدم قدم پر انسان رک کر سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ ان گلیوں میں مسیح الزمان پتہ نہیں کہاں رکتے ہوں گے، کس دیوار یا پتھر پر نظر مبارک پڑی ہوگی، کس جگہ بیٹھے ہوں گے، کونسی چیز کو دیکھ کر مسکرائے ہوں گے، آسمان اور بادلوں نے کیا کیا نظارہ دیکھا ہوگا۔ الغرض انسان وہاں پر دن رات انہی مشک بُو خیالوں میں گم رہتا ہے۔

اس بستی میں کچھ ایسا سحر ہے، کچھ ایسی مقناطیسی جاذبیت ہے کہ جو اخلاصِ نیت سے وہاں جانے والے کو اپنے حصار میں لے لیتی ہے اور پھر اسے عالم روحانی کی ایسی لذات سے آشنا کراتی ہے کہ وہاں سے واپسی پروہ اپنا دل وہیں چھوڑ آتا ہے۔ شاید یہی حالت قادیان جانے والے ہر احمدی کی ہوتی ہے، یہی حالت وہاں جانے والے عربوں کی بھی تھی اور یہی حالت اس عاجز کی ہے۔ عربوں کے حوالے سے جلسہ سالانہ قادیان 2015 کے روحانی سفر کی کسی قدر روداد قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

لائیو عربی پروگرام

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر ہدایت گزشتہ تین سال سے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر وہاں سے لائیو عربی پروگرام پیش کیا جاتا ہے جو اَب ایک مستقل حیثیت اختیار کرگیا ہے۔ گزشتہ سالوں میں پیش کئے جانے والے پروگرامز کا ایک خاص مزاج سامنے آیا ہے کہ سیرت کے کسی پہلو پر کچھ علمی مواد کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ، اخلاق حسنہ اور شمائل حمیدہ کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں جس سے جلسہ کے ماحول میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک ومطہر شخصیت اپنی روحانی تاثیرات کے ساتھ جلوہ گر ہوتی نظر آتی ہے اور دلوں میں گھر کرتی جاتی ہے۔

ہر سال کی طرح اس بار بھی پروگرام کی مناسب تشہیر کے لئے ایک پرومو (promo) بنایا گیا جسے فیس بک (Facebook) اور سوشل میڈیا کے بعض دیگر پروگرامز کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک پہنچایا گیا۔

پروگرام کا موضوع 'خلق اللہ سے ہمدردی' تھا۔ اس موضوع کے بارہ میں قرآن وحدیث کی تاکید کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے اقتباسات اور آپؑ کی سیرت کے واقعات بیان کئے گئے۔ جسے قادیان میں موجود عرب احباب کے علاوہ دنیا بھر کے عرب احمدیوں اور غیر احمدیوں نے دیکھا اور بہت سراہا۔ علاوہ ازیں اس پروگرام کے دوران دنیا بھر میں جماعت کے انسانی ہمدردی کے کاموں کی تفصیل پر مشتمل بعض ڈاکومینٹر یز بھی پیش کی گئیں۔ نیز حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُس بکس (box) کی تصاویر پر مبنی ویڈیو بھی پیش کی گئی جس میں حضورؑ دوائیں رکھتے تھے اور ہمدردیٔ خلق کے جذبہ کے تحت غرباء کا علاج فرمایا کرتے تھے۔

پروگرام کے شرکاء میں مکرم محمد شریف عودہ صاحب، مکرم ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب، مکرم تمیم ابودقہ صاحب اور خاکسار (محمد طاہر ندیم) شامل تھے۔

علاوہ ازیں مکرم محمد شریف عودہ صاحب نے قادیان کی پہلی دفعہ زیارت کرنے والے عرب نو مبائعین کے ساتھ ان کے احمدیت کی طرف سفر کی کہانی پر مشتمل پروگرامز بھی قادیان کے مختلف مقامات پر ریکارڈ کئے جو کسی وقت ایم ٹی اے العربیہ پر پیش کئے جائیں گے۔

امن ورحمت کا احساس

گزشتہ سال سے شرکائے پروگرام کا یہ طریق رہا ہے کہ ہر روز رات کو پروگرام ختم ہونے کے بعد اپنی قیامگاہ کی طرف جانے کی بجائے سیدھا بہشتی مقبرہ جاتے ہیں۔ اس وقت سنّاٹے اور دودھیا روشنیوں میں وہاں پر ایک عجیب پُرکیف ماحول ہوتا ہے اور جو خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا تھا کہ أُنْزِلَ فِيهَا كُلُّ رَحْمَةٍ۔ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس میں اتاری گئی ہے، ایسا ہی کچھ احساس وہاں جا کر ہوتا ہے۔

عرب احباب کی حاضری

امسال بفضلہٖ تعالیٰ آٹھ عرب ممالک اور لندن سے ٹوٹل 27 عرب احباب نے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی۔ اسکی تفصیل یوں ہے: (متحدہ عرب امارات 1، اردن 5، مصر 2، کبابیر وفلسطین 10 (3 بچے)، سعودیہ 1، شام 4، مراکش 1، عراق 2، لندن 1)۔

2005ء کے بعد جلسہ سالانہ قادیان پر حاضر ہونے والے عربوں کی یہ سب سے زیادہ تعداد تھی۔ اس تعداد کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ پہلی بار آٹھ عرب ممالک سے نمائندگی ہوئی، نیز جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر پہلی بار چار عرب ممالک کے امراء یا صدران جماعت بھی حاضر تھے اور مَردوں کے علاوہ عورتوں کی بھی معقول نمائندگی تھی۔ اسی طرح سعودی عرب، مراکش اور عراق سے شاید اس عہد میں پہلی بار کوئی عرب جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوا تھا۔

جلسہ سالانہ کے ماحول میں عربی لباس میں ملبوس یہ قافلہ جب مختلف علاقوں سے آئے ہوئے مختلف رنگوں کے لباس پہنے ہوئے محبّان کے درمیان چلتا تو عشاق کے قافلے میں ایک دلفریب اور جاذب نظر رنگ کا اضافہ کرتا۔ چلتے پھرتے ان سے ملنے والے اور تصاویر اتروانے والے احباب شاید ان تصاویر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل کے طور پر اپنے پاس رکھنے کے خواہشمند تھے۔ کیونکہ جن کی آمد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو جماعت بنانے سے قبل خبر دی تھی اس وعدہ کا پورا ہونا آج وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

عرب احباب کی زیارتیں

جلسہ سالانہ پر آنے والے عربوں کی اکثریت کو پہلی بار قادیان آنے کا موقع ملا تھا۔ اس لئے مقامات مقدّسہ کی زیارت کے دوران ان کے جذبات غیر معمولی تھے۔ وہ مقامات جن کا ذکر انہوں نے سنا، یا کتابوں میں پڑھا تھا وہ اب ان کے سامنے تھے اور ان مقامات پر پیش آنے والے مختلف واقعات بھی ذہنوں میں تازہ ہورہے تھے۔ خاکسار کو متعدد بار ان عرب احباب کے ساتھ مختلف مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے جانے کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں عربوں کے دو گروپس کے ساتھ دو بار ہوشیار پور اور لدھیانہ میں موجود مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے جانے کا بھی موقع ملا۔ ان مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدم مبارک پڑے تھے، یہاں آپ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ قیام فرمایا تھا، یہاں آپ نے اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھ کر علم وعرفان کی مجالس لگائی تھیں، یہاں پر آپ نے سجدے کئے تھے اور بے شمار دعائیں کی تھیں۔ یہی وہ مقامات ہیں جہاں بیٹھ کر آپ نے تجدید اسلام کا عظیم الشان کام کیا تھا۔ ان مقدس مقامات کی زیارت کے دوران جب ان کے بارہ میں تاریخی حوالے سے کچھ بتایا جاتا یا ان مقامات سے جڑے بعض واقعات کا تذکرہ کیا جاتا تو اکثر عرب احباب وخواتین کی حالت جذباتی ہو جاتی تھی۔ بعض کی تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی اور عشق ومحبت کی سراپا تصویر بنے ان میں سے بعض کہتے کہ کاش ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہوتے تو یہاں آتے اور حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔ بعض بیعت کے بعد گزارے ہوئے عرصہ کے بارہ میں حسرت سے کہتے کہ ہم نے یہاں آنے میں بہت دیر کردی۔ بعض کی ان مقامات پر ایسی روحانی تسکین ہوئی کہ انہوں نے عزم کیا کہ نہ صرف ہم ہر سال آنے کی کوشش کریں گے بلکہ دوسروں کو بھی یہاں آنے کی افادیت کے بارہ میں بتائیں گے۔

دارالمسیح کی زیات کے بارہ میں جذبات

ایک فلسطینی بہن نے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے بارہ میں لکھا کہ جب میں دارالمسیح میں داخل ہوئی تو اپنی قسمت پر ناز تھا اور فرط مسرت سے یقین نہیں آ رہا تھا کہ میں مسیح الزمانؑ کے مقدس گھر میں داخل ہو رہی ہوں۔ مَیں نے بھی انہی جذبات کے ساتھ آپ کے گھر کی زیارت کی جن کے ساتھ حضرت خلیفہ اولؓ نے کی تھی، لیکن وہ تو پھر کبھی وہاں سے نہیں نکلے۔ کاش میں حضرت خلیفہ اولؓ کی آپ علیہ السلام سے محبت کا عشر عشیر بھی حاصل کرسکتی۔ میں نے وہ مقامات دیکھے جہاں حضور علیہ السلام عبادتیں اور ریاضتیں کیا کرتے تھے۔ چشم تصور میں مَیں نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں آپ اپنے حصہ کا معمولی کھانا بھی یتیم بچوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ کاش میں بھی انہی بچوں میں شامل ہوتی اور آپ کے بابرکت کھانے سے کچھ حاصل کر سکتی۔ بیت الدعا دیکھا اور وفور جذبات سے دل سے آواز اٹھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور عاشق:

جِسْمِي يَطِيرُ إِلَيْكَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا
يَا لَيْتَ كَانَتْ قُوَّةُ الطَّيَرَانِ

اردن کے ایک دوست نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر اور آپ کی عبادتگاہوں کی زیارت کے دوران ایک بار جب مکرم حمید کوثر صاحب نے کہا کہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہامات ہوئے، یہیں بشارات ملیں اور یہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی جس کے بارہ میں آپ نے اپنے عربی قصیدہ میں لکھا ہے کہ:

وَاللهِ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ جَمَالَهُ
بِعُيُونِ جِسْمِي قَاعِدًا بِمَكَانِي

(یعنی بخدا! میں نے آپ کے جمال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔)

اس پر مکرم کوثر صاحب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور باقی حاضرین کی آنکھیں بھی نمناک ہوگئیں۔

اسی طرح ایک اور بہن نے لکھا کہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی زیارت کر کے یہ حسرت اور خواہش بھی جوش مارنے لگی ہے کہ کاش حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر بھی محفوظ ہوتا اور مجھے آپؐ کے گھر کی بھی زیارت نصیب ہوتی۔

دارالبیعت کے بارہ میں جذبات

لدھیانہ میں دارالبیعت کی زیارت کے وقت کئی عرب احباب اس مقام پر بیٹھ گئے جہاں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 40 صحابہ کرام سے باری باری بیعت لی تھی۔ بعض نے اس جگہ پر بیٹھ کر شرائط بیعت کا مطالعہ کیا اور ایک نئے جوش کے ساتھ ان پر عمل کرنے کا عہد کیا۔

ایک بہن نے وہاں رکھی ہوئی وزیٹر بک میں لکھا کہ کاش میں بھی ان 40 بیعت کرنے والوں میں ہوتی اور اس مقام پر حضور علیہ السلام کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کرتی۔

جب عرب احباب وہاں گئے تو اس وقت کچھ انڈونیشین، افریقی اور شاید بعض رشین ممالک کے احباب جماعت بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ شاید ان سب کو دیکھ کر ہی بعض عرب احباب نے وزیٹر بک میں لکھا کہ آج مسیح الزمان علیہ السلام کا الہام يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ کس شان سے پورا ہو رہا ہے۔ چنانچہ آج دور دراز کے ممالک کے باسی لمبے سفروں کے بعد ان تنگ اور خستہ حال گلیوں سے گزرنے کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔

ایک اور فلسطینی بہن نے لکھا: میں اسی جگہ بیٹھی ہوں جہاں حضور علیہ السلام نے بیٹھ کر بیعت لی تھی۔ اس موقعہ پر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بارہ میں وصیت یاد آ گئی کہ برف پر سے گھٹنوں کے بل بھی جانا پڑے تو جا کر اس کی بیعت کرنا، اور میں نے کہا: اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق! میں اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتی ہوں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اس زمانہ کے مسیح ہیں اور آپ کی برکت سے ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ واضح ہوا اور آپؐ کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ ہوگئی۔ میں نے یہاں اپنے بچوں کیلئے بھی بہت دعا کی ہے کہ وہ بھی یہاں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے کی توفیق پائیں۔ آمین۔

اس روحانی سفر کے باقی واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ ہوں۔ ....(باقی آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل، 26/فروری 2016)

جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29 جنوری 2016 بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال انسان کے مشکلات کس طرح حل ہو سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ مخفی ہے مگر وہ اپنی قدرتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ دعا کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا پتہ لگتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’کوئی بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے۔ ہر شخص پر ضرور ایسے مشکلات پڑتے ہیں جن میں انسان بالکل عاجز رہ جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس وقت دعا کے ذریعہ سے مشکلات حل ہو سکتے ہیں‘‘۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور دعاؤں پر یقین کی وجہ سے آپ کے صحابہ کے متعلق غیر مذہب والے کیا اعتقاد رکھتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا آپؑ کی صحبت کی وجہ سے دعاؤں پر ایسا یقین تھا اور ایسا ایمان تھا کہ غیروں پر بھی ان کی دھاک تھی اور غیر مذہب والے بھی جو احمدیوں سے تعلق رکھنے والے تھے، سمجھتے تھے کہ ان کی دعائیں بڑی قبول ہوتی ہیں۔

سوال جماعت میں کیسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس جماعت میں ایسے افراد کی اکثریت ہونی چاہئے کہ جن کی حسّیں ایسی ہوں جو روحانی اثرات کو زیادہ سے زیادہ قبول کرنے والی ہوں اور پھر دنیا کو بتانے والی ہوں کہ حقیقی نماز کیا چیز ہے۔

سوال امریکہ میں سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں امریکہ میں سب سے پہلے ایک انگریز نے یا امریکن نے اسلام قبول کیا۔ الیگزینڈر رَسَل وَیب اس کا نام تھا اور امریکن ایمبیسی میں فلپائن میں کام کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے انگریزی اشتہارات کی جب یورپ اور امریکہ میں اشاعت ہوئی تو اس کے دل میں اسلام قبول کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خط و کتابت کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اسلام کی اشاعت کے لئے اس نے اپنی زندگی وقف کر دی۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کا بچوں کی تربیت کا کیا طریق تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتے تھے اور کس طرح ان کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے، اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ صحیح تربیت کا طریق وہی ہے جو اسے کھیل کود سکھائے۔ (یعنی کھیلتے کودتے ہی تربیت ہو جائے۔) پہلے تو جب وہ بہت چھوٹا بچہ ہو کہانیوں کے ذریعہ اس کی تربیت ضروری ہوتی ہے۔ بڑے آدمی کے لئے خالی وعظ کافی ہوتا ہے لیکن بچپن میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے کہانیاں ضروری ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ کہانیاں جھوٹی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ کبھی حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان فرماتے۔ کبھی حضرت نوحؑ کا قصہ سناتے اور کبھی حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان فرماتے۔ مگر ہمارے لئے وہ کہانیاں ہی ہوتی تھیں۔ گو وہ تھے سچے واقعات۔ ایک حاسد و محسود کا قصہ الف لیلہ میں ہے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔ وہ سچا ہے یا جھوٹا بہرحال اس میں ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح ہم نے کئی ضرب الامثال جو کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں آپ سے سنی ہیں۔

سوال آج کل جو ماں باپ بچوں کو آئی پیڈ (i pad) پکڑا دیتے ہیں یا کمپیوٹر پر بٹھا دیتے ہیں، انہیں حضور انور نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آجکل تو ماں باپ اس بات سے بچنے کے لئے کہ بچے شور نہ کریں اور علیحدہ بیٹھے رہیں ان کے ہاتھوں میں یا آئی پیڈ (Ipad) پکڑا دیتے ہیں یا کمپیوٹر پہ بٹھا دیتے ہیں یا ٹی وی پہ بٹھا دیتے ہیں اور وہاں اگر تو اچھی کہانیاں کوئی آ رہی ہوں تو ٹھیک، نہیں تو بعض دفعہ صرف وقت ضائع ہو رہا ہوتا ہے۔ اور چھوٹے بچوں کو تو ویسے بھی ان پہ نہیں بٹھانا چاہئے کیونکہ ایک تو نظر پہ اثر پڑتا ہے اگر لمبا عرصہ بیٹھے رہیں۔ دوسرے دو سال سے کم بچے کو تو ویسے بھی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کی سوچ میں فرق پڑ جاتا ہے اور پھر وہ ایک طرف لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ برے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ حکایت کا کیا معنی اور مفہوم حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: جب مَیں حضرت مسیح موعودؑ سے کوئی حکایت روایت کرتا ہوں تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ یہ حقیقت بیان کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے (یعنی ایک نصیحت کرنے کی غرض سے ایک قصہ ہے) یہ مَیں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ تا دشمن یہ اعتراض نہ کرے کہ یہ ایسے بیوقوف لوگ ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ ریچھ انسانوں کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ پرانی حکایتیں سبق حاصل کرنے کیلئے ہوتی ہیں اور ان سے مراد ایسے خصائل رکھنے والے انسان ہوتے ہیں۔ (یعنی بعض لوگ ایسے خصائل رکھتے ہیں کہ وہ وہی حرکتیں کر رہے ہوتے ہیں۔) مثلاً پرانی حکایتوں میں بادشاہ کے دربار کو شیر کا دربار اور اسکے امراء و وزراء کو دوسرے جانوروں کی صورت میں پیش کیا جاتا تھا اور اس طرح وہ بادشاہ بھی جس کے متعلق بات ہوتی نہایت مزے لے کر پڑھتا۔

سوال دوستیاں ایسی ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ دوستیاں ہمیشہ ایسی ہونی چاہئیں جو بربادی کا موجب نہ ہوں، حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے (یہ پرانی حکایت ہے) کہ ایک شخص کا ریچھ سے دوستانہ تھا۔ اس نے اسے پالا تھا یا کسی مصیبت کے وقت اس پر احسان کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دن اس کی والدہ بیمار پڑی تھی اور وہ پاس بیٹھا پنکھا ہلا رہا تھا اور مکھیاں اڑا رہا تھا۔ اتفاقاً اسے کسی ضرورت کے لئے باہر جانا پڑا اور اس نے ریچھ کو اشارہ کیا کہ تم ذرا مکھیاں اڑاؤ۔ مَیں باہر ہو آؤں۔ ریچھ نے اخلاص سے یہ کام شروع تو کر دیا مگر انسان اور حیوان کے ہاتھ میں فرق ہوتا ہے اور حیوان ایسی آسانی سے ہاتھ نہیں ہلا سکتا جتنی آسانی سے انسان ہلا سکتا ہے۔ وہ مکھی اڑائے لیکن وہ پھر آ بیٹھے۔ پھر اڑائے پھر آ بیٹھے۔ اس نے خیال کیا کہ مکھی کا بار بار بیٹھنا میرے دوست کی ماں کی طبیعت پر بہت گراں گزرتا ہو گا۔ چنانچہ اس کا علاج کرنے کے لئے اس نے ایک بڑا سا پتھر اٹھایا اور اسے دے مارا تا کہ مکھی مر جائے۔ مکھی تو مر گئی مگر ساتھ ہی اس کی ماں بھی کُچلی گئی۔ یہ ایک مثال ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بعض نادان کسی سے دوستی کرتے ہیں مگر دوستی کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ بعض دفعہ خیر خواہی کرتے ہیں مگر ہوتی دراصل تباہی ہے۔ اگر اپنے دوست کے سچے خیر خواہ ہوتے تو بے ایمانی کی طرف نہ لے جاتے بلکہ اگر اسے اس طرف مائل بھی دیکھتے تو اسے روکتے۔ پس دوستیاں جہاں اللہ تعالیٰ کا قرب دلاتی ہیں، دوستوں کو فائدہ دلاتی ہیں، وہاں بعض دفعہ دوستوں کی تباہی و بربادی بھی کرتی ہیں اور اپنی بھی کرتی ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ دوستیوں کے حق ادا کرنے کیلئے عقل بھی استعمال کرنی چاہئے اور جذبات کو بھی کنٹرول رکھنا چاہئے۔

سوال حدیث شریف کہ ’’اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم‘‘ حضرت مصلح موعودؓ نے اسکی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوستی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کیا بات ہے؟ کیا ہم ظالم کی مدد بھی کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: جب تُو ظالم کا ہاتھ ظلم سے روکے تو تُو اس کی مدد کرتا ہے۔‘‘ پس اصل مطلب یہ نہیں کہ اپنے دوست کی ہر حال میں مدد کرو اور اس کی مرضی کے مطابق چلو بلکہ اصل دوستی یہ ہے کہ دوست کے فائدے کیلئے اسکے خلاف بھی چلنا پڑے تو چلو۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو اسے تباہ کرتے ہو یا کسی اور ذریعہ سے اسے نقصان پہنچاتے ہو۔ اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

سوال معاشرے کے امن، سکون کیلئے ہمیں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پس معاشرے کے امن کے لئے، سکون کے لئے، اس بات کا بھی ہر ایک کو خیال رکھنا چاہئے کہ ایک دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور بلا وجہ ایسی زبانوں کے تیر نہ چلائیں جو ان کے زخم پھر ہمیشہ ہرے رہیں۔ اور یہ ایسا سبق ہے جسے ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لا کر ہمارا کیا فرض ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے بعد اپنے ایمان کی حفاظت ہر احمدی کا فرض ہے اور بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہیں جو ایمان کو ضائع کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ایک شخص اپنے دوست کی مدد کرنے کی وجہ سے بعد میں پھر ایمان سے ہی جاتا رہا اور مرتد ہو گیا۔ بعض دفعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف باتیں کی جائیں تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔

سوال ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ نے کیا توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ذکر الٰہی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بزرگ کا یہ مقولہ سنایا کرتے تھے کہ دست در کار و دل بایار۔ یعنی انسان کے ہاتھ تو کاموں میں مشغول ہونے چاہئیں لیکن اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ مَیں کتنی دفعہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ محبوب کا نام لینا اور پھر گن گن کر۔ تو اصل ذکر وہی ہے جو اَن گنت ہو۔ مگر ایک معیّن وقت مقرر کرنے میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ انسان اُس وقت اپنے محبوب کیلئے اَور کاموں سے بالکل الگ ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اس لئے صحیح طریق یہی ہے کہ معیّن رنگ میں بھی ذکر الٰہی کیا جائے (آجکل دنیاداری میں پڑے ہوئے لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اسلئے ان کو بہرحال وقت نکالنا چاہئے۔ وقت بھی نکالیں) اور غیر معیّن طور پر بھی اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے اور اس کے فضلوں اور احسانات کا بار بار ذکر کیا جائے۔‘‘

سوال وہ دو کلمے کون سے ہیں جو اللہ کو پیارے ہیں زبان پر بڑے ہلکے ہیں لیکن میزان میں بھاری ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ۔ دو کلمے ایسے ہیں کہ رحمان کو بہت پیارے ہیں۔ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ۔ زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ انسان ان الفاظ کو نہایت آسانی کے ساتھ نکال سکتا ہے۔ کوئی بوجھ اسے محسوس نہیں ہوتا۔ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ لیکن قیامت کے دن جب اعمال کے وزن کا سوال آئے گا تو وہ بڑے بھاری ثابت ہوں گے اور جس پلڑے میں وہ ہوں گے اسے بالکل جھکا دیں گے اور وہ کیا ہیں کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ’’ کہتے ہیں کہ ’’مجھے ان کلمات کے پڑھنے کی بڑی عادت ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ایک مرتبہ ہی ان کلمات کو کہنے سے میری روح اڑ کر کہیں کی کہیں جا پہنچتی ہے‘‘۔ تو اصل چیز یہی ہے کہ ہم سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ کے احکام پر غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین

’’جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13 فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

وہ باتیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5رفروری 2016 بطرز سوال وجواب

بمطابق منظوری سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال ایک صاحب کا یہ کہنا کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم کا زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی کیا وضاحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ نے فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد صرف اتنے سے فرق کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔ اتنی سی بات کیلئے، اتنے چھوٹے کام کے لئے اللہ تعالیٰ کو سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں تھی......فرمایا ٹھیک ہے وفات مسیح کے عقیدہ کا ایک فرق ہے اور پھر آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی عملی حالت بھی بگڑ چکی تھی ...... ان عملی حالتوں کے بارے میں جو باتیں آپ نے بیان فرمائیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے اور آپ نے جماعت کو اس حوالے سے نصیحت کی کہ اپنے سچائی کے معیاروں کو بلند کرو اور اپنے اور غیر میں اس فرق کو ظاہر کرو۔ صرف ایمان لے آنا اور آپ کی بعثت کو سچا مان لینا کچھ کام نہیں آتا۔

سوال حضور انور نے آیت کریمہ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (الفرقان:73) کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی حقیقی مومنوں کی یہی نشانی بتائی ہے کہ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ (الفرقان:73) کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پھر شرک اور جھوٹ کے بارے میں بتایا کہ ان سے بچو۔ اکٹھا کیا شرک اور جھوٹ کو۔ گویا جھوٹ کا گناہ بھی شرک کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو لفظ استعمال کیا ہے وہ جیسا کہ مَیں نے پڑھا ’’زُور‘‘ کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ، غلط بیانی، غلط گواہی، خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، ایسی مجلسیں یا جگہیں جہاں جھوٹ عام بولا جاتا ہو۔ اسی طرح گانے بجانے اور فضولیات اور غلط بیانیوں کی مجالس یہ ساری زُور کے معنوں میں آتی ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کے بگڑنے اور ان کے تفرقے کی کیا وجہ بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کے بگڑنے اور ان کے تفرقے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب بھی یہی حُبِّ دنیا ہی ہوئی ہے...... کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ اب جبکہ حُبِّ دنیا کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہو رہی ہے تو ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان کہا جا سکتا ہے جبکہ ان کا قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر نہیں۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے کیا واقعہ بیان کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا۔ وہ مجسٹریٹ تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کو مَیں جانتا تھا۔ تاریخ تھی گواہوں کی پیشی ہونی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے اگلی تاریخ دے دیں میرے گواہ نہیں حاضر ہوئے۔ تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اسے مذاق سے کہا کہ مَیں تو تمہیں بڑا عقل مند سمجھتا تھا تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔ گواہ کہاں سے تم نے لانے ہیں۔ باہر جاؤ کسی کو آٹھ آنے روپیہ دو وہ تمہارے گواہ بن کے آجائیں گے۔ خیر وہ شخص باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دو تین آدمی گواہ لے آیا اور گواہ سے جب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جرح کرتے تھے تو وہ جواب دیتا ہاں مَیں نے دیکھا اس طرح واقعہ ہوا ہے، اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کہتے ہیں کہ مَیں دل دل میں ہنس رہا تھا بلکہ اس کے سامنے ہی ہنس رہا تھا کہ میرے کہنے پہ یہ باہر گیا ہے، گواہ لے کے آیا ہے اور گواہ کتنی صفائی سے میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں اور خدا کی قسم کھا کر، قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ تو اس کے بعد جب انہوں نے گواہی دے دی۔ مَیں نے انہیں کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرآن کے اوپر گواہی دے رہے ہو اور میرے سامنے لے کے آئے ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا میں پھیلے ہوئے جھوٹ اور اس ضمن میں دنیا کی نازک حالت کا کن الفاظ میں نقشہ کھینچا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں۔ جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں......کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے......اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لے کر آئے تھے؟

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کریمہ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31) کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے‘‘۔ فرمایا ’’جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آکر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں۔ اسکے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔

سوال عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں (ایک لفظ) بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ (یہ کس طرح ہوسکتا ہے) اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں ......اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی (سزا) ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان نصائح کی تشریح میں حضور نے احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مقدمات میں یہ جائزہ لیں کہ مقدمات میں ہم غلط بیانیوں سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم کاروباروں میں منافع کی خاطر غلط بیانی سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم رشتہ طے کرتے وقت غلط بیانیاں تو نہیں کرتے۔ کیا ہر طرح سے قول سدید سے کام لیتے ہیں؟ لڑکے کے بارے میں اور لڑکی کے بارے میں سب معلومات دی جاتی ہیں؟ حکومت سے سوشل اور ویلفیئر الاؤنس لینے کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لیتے......پس جو اس لحاظ سے کسی بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں وہ دنیاوی فائدے کو نہ دیکھیں۔ تھوڑے سے میں گزارہ کر کے جھوٹ سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ پھر اسائلم کے معاملات ہیں اس میں اپنے جائزے لیں کہ غلط بیانی سے کام تو نہیں لیا جا رہا......اسی طرح عہدیدار بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا وہ اپنی رپورٹس میں غلط بیانی تو نہیں کرتے یا کوئی ایسی بات تو نہیں چھوڑ دیتے جس کی اہمیت ہو۔ پہلے بھی میں نے ایک دفعہ ایک خطبہ میں کہا تھا کہ پوری طرح قول سدید سے اگر کام نہ لیا جائے تو وہ بھی غلط ہے۔ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے معاملات نپٹائے جانے چاہئیں...... ہر ایک اپنے مفادات سے باہر نکل کر اپنی اَناؤں سے باہر نکل کر خدا تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے معاملات نپٹائے اور اس طرح اپنے معاملات نپٹانے چاہئیں...... پس احمدی ہو کر ہم پر بہت ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں جنہیں ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حقیقی احمدی تو وہی ہے جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرے اور خدا تعالیٰ کا بننے کی کوشش کرے۔

سوال ساری خطا کاریوں کی جڑ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلے میں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا کی زیب، دنیا کی محبت ساری خطاکاریوں کی جڑ ہے‘‘۔ (دنیا کی خوبصورتی اور دنیا کی محبت جو ہے یہ سب خطاکاریوں کی جڑ ہے) ’’اس میں اندھا ہو کر انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ مَیں کیا کر رہا ہوں اور مجھے کیا کرنا چاہئے تھا۔ جس حالت میں عقلمند انسان کسی کے دھوکہ میں نہیں آ سکتا تو اللہ تعالیٰ کیونکر کسی کے دھوکہ میں آ سکتا ہے۔ مگر ایسے افعالِ بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جس نے اس وقت مسلمانوں کو تباہ حال کر رکھا ہے اور جس میں وہ مبتلا ہیں وہ یہی دنیا کی محبت ہے۔ سوتے جاگتے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت لوگ اسی غم وہم میں پھنسے ہوئے ہیں اور اس وقت کا لحاظ اور خیال بھی نہیں کہ جب قبر میں رکھے جاویں گے۔ ایسے لوگ اگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور دین کے لیے ذرا بھی ہمّ وغم رکھتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔

سوال وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنا دو، انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آیا ہے مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف توجہ بھی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف آنا چاہتے ہیں ان میں سے اکثر یہی چاہتے ہیں کہ ہتھیلی پر سرسوں جما دی جاوے۔ وہ نہیں جانتے کہ دین کے کاموں میں کس قدر صبر اور حوصلہ کی حاجت ہے۔ اور تعجب تو یہ ہے کہ وہ دنیا جس کے لیے وہ رات دن مرتے اور ٹکریں مارتے ہیں اس کے کاموں کے لیے تو برسوں انتظار کرتے ہیں۔ کسان بیج بو کر کتنے عرصہ تک منتظر رہتا ہے۔ لیکن دین کے کاموں میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پھونک مار کر ولی بنا دو اور پہلے ہی دن چاہتے ہیں کہ عرش پر پہنچ جاویں۔ حالانکہ نہ اس راہ میں کوئی محنت اور مشقت اٹھائی اور نہ کسی ابتلا کے نیچے آیا‘‘۔ فرمایا کہ ’’خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون اور آئین نہیں ہے۔ یہاں ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہوسکتا کہ ہم کہہ دیں ہم مسلمان ہیں یا مومن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے (کہ) اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ (العنکبوت:03) یعنی کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہ ہو۔

سوال دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام نے نجات کی کیا راہ بتائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: یہ تو سچ ہے کہ دین سہل ہے مگر ہر نعمت مشقت کو چاہتی ہے۔ بایں اسلام نے تو ایسی مشقت بھی نہیں رکھی۔ ہندوؤں میں دیکھو کہ ان کے جوگیوں اور سنیاسیوں کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ کہیں ان کی کمریں ماری جاتی ہیں۔ کوئی ناخن بڑھاتا ہے۔ ایسا ہی عیسائیوں میں رہبانیت تھی۔ اسلام نے ان باتوں کو نہیں رکھا بلکہ اس نے یہ تعلیم دی کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشّمس:10) یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیۂ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر قسم کی بدعت، فسق وفجور نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لیے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کی نفسانی لذّات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلّفات کو چھوڑتا ہے‘‘۔

......☆......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 6945: میں کے نسیمہ ناصر زوجہ مکرم ایم ناصر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال تاریخ بیعت 1980 ساکن Abitha Manzil، Vattayal-ward(Mukkayil)، الیپی، صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 ؍جنوری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 4 سینٹ زمین مع ایک چھوٹا مکان، جس میں میرے خاوند برابر کے شریک ہیں، زیور طلائی: 19 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم۔ ناصر   الامۃ: کے۔ نسیمہ ناصر   گواہ: محمد نجیب خان

مسل نمبر 6946: میں محمد عادل حسین ولد مکرم محمد زبیر عالم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 30 سال تاریخ بیعت 2001 ساکن حلیم چوک پوسٹ باکس نمبر 21 ضلع کشن گنج صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 ؍فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 11 کٹھ کھیتی زمین۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عطاء اللہ شیخ   العبد: محمد عادل حسین   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7716: میں کے۔ آر۔ محمد شریف ولد مکرم کے۔ عبد الرزاق صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان عمر 59 سال تاریخ بیعت 1987 ساکن سُمنا، پاور ہاؤس وارڈ، الاپوزا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 ؍جولائی 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ چار سینٹ میں بنا ہوا پختہ مکان جس کی اندازاً قیمت -/22,00,000 روپئے ہے، آٹھ سینٹ میں پرانہ کچّا بنا ہوا مکان جس کی اندازاً قیمت -/43,00,000 روپئے ہے۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/19,648 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی۔ اے۔ سُدھیر   العبد: کے۔ آر۔ محمد شریف   گواہ: کے۔ آر۔ محبوب

مسل نمبر 7717: میں اے۔ ندیرا بی وی زوجہ مکرم کے۔ آر۔ محمد شریف صاحب قوم احمدی مسلمان عمر 61 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن سُمنا، پاور ہاؤس وارڈ، الاپوز، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 ؍جولائی 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ چار سینٹ زمین میں دومنزلہ عمارت جس کی اندازاً قیمت -/25,00,000 روپئے ہے، زیور طلائی: 64 گرام۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/15,417 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے۔ آر۔ محبوب   الامۃ: اے۔ ندیرا بی وی   گواہ: کے۔ آر۔ محمد شریف

مسل نمبر 7728: میں محمد سعادت اللہ احمدی ولد مکرم محمد شوکت اللہ احمدی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن ہاؤس نمبر 26/4۔ الفرڈ سٹریٹ، رچمنڈ ٹاؤنک، بنگلور، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 ؍نومبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مدبر احمد   العبد: ایم سعادت اللہ احمدی   گواہ: میر عبد الحمید شاہد

مسل نمبر 7729: میں عطاء الٰہی ولد مکرم ظفر احمدی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن 26 دار السلام، الفرڈ اسٹریٹ، رچمنڈ ٹاؤن بنگلور، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ؍دسمبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: لقمان احمدی   العبد: اعطاالٰہی   گواہ: ایم۔ آئی۔ احمدی

مسل نمبر 7731: میں شبیر محمد ولد مکرم سلیم محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 26 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن سرائے طاہر، جامعہ احمدیہ قادیان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ؍فروری 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کے طاہر احمد   العبد: شبیر محمد   گواہ: محمد فضل احمد

مسل نمبر 7732: میں ساجدہ مبین B بنت مکرم بادشاہ G صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 22 سال تاریخ بیعت 2013 ساکن میلاپالم، ترنلویلی، صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 ؍فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/150 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اے۔ پی۔ اے۔ ناصر احمد   الامۃ: ساجدہ مبین .B   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7733: میں جے۔ شیخ عبد اللہ ولد مکرم اے۔ جمال محی الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 46 سال تاریخ بیعت 1992 ساکن میلاپالم ضلع ترنلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 ؍فروری 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/4000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: اے۔ پی۔ اے۔ ناصر احمد   العبد: جے۔ شیخ عبد اللہ   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7734: میں جے امۃ الجمیل زوجہ مکرم جے۔ جے۔ ناصر احمد صاحب معلم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن میلاپالم ضلع ترنلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 ؍فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/30,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: نکلس 1 عدد، بالیاں 1 جوڑی، انگوٹھی 1 عدد کل وزن 83 گرام (22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جے۔ جے۔ ناصر احمد   الامۃ: جے۔ امۃ الجمیل   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7735: میں ایس شبنم بنت مکرم ایف سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 16 سال تاریخ بیعت 2012 ساکن میلاپالم ضلع ترنلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ؍فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیور: انگوٹھی 1 عدد 22 کیریٹ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/150 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: جے۔ جے۔ ناصر احمد   الامۃ: ایس شبنم   گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 7736: میں شیریں بانو زوجہ مکرم سید ظاہر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال تاریخ بیعت 2012 ساکن میلاپالم، ترنلویلی صوبہ تامل ناڈو، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 ؍فروری 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیور: چین 2 عدد 17 گرام، بالیاں 1 عدد جوڑی 3 گرام، انگوٹھی 1 عدد 2 گرام (22 کیریٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اے۔ پی۔ اے۔ ناصر احمد   الامۃ: شیریں بانو   گواہ: محمد انور احمد

کلام الامام

"ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔"
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کلام الامام

"اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔"
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

بنانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حالیہ رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی خاندان اپنا ایک فرد ISIS میں شامل کرنے کیلئے بھجواتا ہے تو اس خاندان کو ہزاروں ڈالر پر مشتمل ابتدائی رقم یکمشت ادا کی جاتی ہے اور اس کے بعد سینکڑوں ڈالرز باقاعدگی سے ادا کئے جاتے ہیں۔ پس **ان گروہوں کی فنڈنگ کو روکنے کے لئے فوری طور پر کچھ کرنا ہوگا۔** مغرب کو اب یہ احساس ہونا شروع ہو گیا ہے کہ یہ جنگ درحقیقت انہیں بھی براہِ راست متاثر کر رہی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ **یہ جنگ تمام دُنیا کے خلاف ہے۔**

☆ یہ بیّن حقیقت ہے کہ بعض بڑی طاقتیں مسلمان ممالک پر گہرا اثر رکھتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے معاملات میں ان کی پالیسیاں بھی خود بناتی ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ پر اپنا دباؤ کیوں نہیں ڈالا، جس کی ضرورت سب سے زیادہ تھی؟ انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی مشترکہ، متفقہ اور مؤثر کوشش کیوں نظر نہیں آتی؟ جو کوششیں اب کی جارہی ہیں وہ اس تنظیم کی جانب سے برپا کی جانے والی ہولنا کیوں کے مقابل پر بہت کم ہیں۔ **میرا خیال ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس میں صرف مسلمان دنیا قصوروار نہیں بلکہ بیرونی طاقتیں اور قوتیں بھی ان خوفناک حالات میں حصہ ڈال رہی ہیں۔**

☆ سالہا سال سے شام اور عراق جیسے ممالک میں اندرونی تنازعات چل رہے ہیں اور **بیرونی طاقتوں نے باغی گروہوں اور دھڑوں کو فنڈنگ، اسلحہ اور مدد فراہم کی ہے اور اب یہ اتنی طاقت پکڑ چکے ہیں کہ اپنے نوازنے والوں کے ہاتھ سے بھی نکل چکے ہیں۔** وہ اپنے انتہا پسند نظریات کی بنا پر تباہی مچانے اور ہر قسم کی دہشت پھیلانے کے درپے ہیں۔

☆ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ میرے لئے شدید پریشانی اور دُکھ کا باعث ہے کہ یہ سب بُرے اعمال اسلام سے جوڑے جا رہے ہیں۔

☆ آجکل یہ امر بھی تشویش کا باعث ہے کہ مغرب سے مسلم نوجوان شام اور عراق جیسے ممالک میں جا رہے ہیں جہاں انہیں انتہا پسند بنایا جا رہا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بالآخر اپنے اپنے ممالک میں واپس آئیں، حملے کریں اور دنیا کے اس حصہ میں بھی بڑا فساد کھڑا کریں۔ پس یقیناً یہ کوئی مقامی یا مسلمانوں کا معاملہ نہیں **بلکہ ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے جو عالمی اور مشترکہ کوششوں کو چاہتا ہے** تا کہ ان انتہا پسند تنظیموں کو روکا جائے۔

☆ پس تمام امن پسند لوگ اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں اور ہر سیاستدان اور بااثر شخصیت تو لازماً اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرے اور اپنے اپنے دائرۂ اثر میں حقیقی انصاف قائم کرتے ہوئے اور نقضِ امن سے بچنے کے لئے سخت اقدامات اٹھاتے ہوئے، دنیا میں امن قائم کرنے کی جستجو کرے۔ **اگر ہم دنیا کو بچانا چاہتے ہیں تو معاشرے کی ہر سطح پر حقیقی انصاف قائم کرنا ہوگا اور ہر ملک کو درپیش مسائل کو مناسب طریق پر حل کرنا ہوگا،** جس سے مایوسی ختم ہو جائے۔

☆ کسی ملک کی دولت کو حرص کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے دو طرفہ پالیسیاں تشکیل دینی چاہئیں۔ سب سے بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا اس بات کا احساس کرے کہ وہ اپنے خالق کو بھلا چکی ہے اور یہ کہ اسے واپس اپنے خالق کی طرف آنا ہوگا اور یہی وہ واحد راہ ہے جس سے حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے اور اسکے بغیر امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

☆ میں اس سے پہلے بہت سے مواقع پر ایک اور عالمی جنگ کے ہولناک نتائج سے آگاہ کر چکا ہوں اور شاید ایسی جنگ کے بعد ہی دنیا کو ان غیر منصفانہ پالیسیوں کے تباہ کن نتائج کا اندازہ ہوگا، جو صرف ذاتی مفادات اور خفیہ عزائم پر مبنی ہیں۔

(بحوالہ بدر 11 دسمبر 2014 و یکم جنوری 2015، والفضل انٹرنیشنل 28 نومبر و 5 دسمبر 2014ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ ہالینڈ و جرمنی اکتوبر 2015 کے موقع پر متعدد موقعوں پر یورپ کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ ان کا یہ اقدام یقیناً قابل تعریف ہے کہ وہ رفیوجیز کی مدد کر رہا ہے لیکن انہیں ہوشیار رہنے کی بھی ضرورت ہے کہ رفیوجیز کے بھیس میں دہشت گرد بھی داخل ہوں گے لہٰذا ان کی کڑی نگرانی رکھی جائے اور انہیں ایک جگہ رکھا جائے۔ چنانچہ حضور انور نے 5/ اکتوبر 2015 کو ہالینڈ کے نن سپیٹ میں ایک ٹیلیویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا کہ :

☆ عیسائی ہمدردی کر رہے ہیں تو کریں بڑی اچھی بات ہے۔ **اگر اصل رِفیوجیز ہیں تو ضرور مدد کرنی چاہئے۔ لیکن ساتھ دہشت گردی کا خطرہ بھی ہے۔** isis کے ایک نمائندہ نے کہا ہے کہ ہر پچاس افراد پر ہمارا ایک isis ممبر ہے جو آرہا ہے۔ تو اس طرح آپ کتنے isis ممبرز حاصل کر لیں گے۔ یہ آپ کے لئے الارمنگ صورت حال ہے۔

☆ **حضور انور نے فرمایا ان رِفیوجیز کو ایک جگہ رکھیں تا کہ نگرانی رہے۔ ان کی ضروریات رہائش خوراک کا خیال رکھیں لیکن ان کی آبزرویشن ہونی چاہئے۔**

☆ دوسرے یہ بات ضروری ہے کہ **سیریا کے حالات بہتر کریں تا کہ یہ لوگ واپس اپنے ممالک میں جائیں پھر وہاں جا کر ان کی مدد کریں۔ ان کو اسٹیبلش کرنے اور اپنے قدموں پر کھڑا کرنے میں ان کی مدد کریں۔**

حضور انور نے فرمایا اب دیکھیں جاپان نے کہا ہے کہ وہ ان سیرین لوگوں کی مدد کریں گے، یہ جہاں بھی رہیں گے۔ لیکن ان کو جاپان نہیں آنے دیں گے۔ (بدر 22/ اکتوبر 2015 صفحہ 10)

جس بات کو لیکر دُنیا آج پریشان ہے ان باتوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بہت پہلے نشاندہی فرما چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اس روحانی رہنما اور بنی نوع کے حقیقی غمخوار کی باتوں کی طرف دُنیا کان دھرے اور اس پر عمل کرے، تو یقیناً دُنیا میں بہت جلد امن کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

(منصور احمد مسرور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ○لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ○ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

"خدا کی قسم"

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186

Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab

For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

جماعتی رپورٹیں

جماعت احمدیہ کولکاتا کی طرف سے پیس کانفرنس کا انعقاد

احمدیہ مسلم جماعت کولکاتا کی جانب سے شعبہ نورالاسلام کے تحت 13/فروری 2016 بروز ہفتہ شام 4 تا 7 بجے راما کرشن مشن انسٹی چیوٹ گول پارک کولکاتا میں ایک پیس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جسکے چیف گیسٹ سوامی سمپورنا نند ہیڈ راما کرشن مشن گول پارک تھے۔ اس پروگرام میں اسلام کی نمائندگی میں احمدیہ مسلم جماعت کے علاوہ شیعہ مسلک کے عالم شریک ہوئے۔ اسی طرح ہندو مذہب، سکھ ازم، عیسائی مذہب، یہودی مذہب، پارسی مذہب اور جین ازم کے نمائندگان واسکالر شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید مکرم قاری شفاعت اللہ صاحب نے کی۔ بعدہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب عدل وانصاف کی ضرورت کے حوالہ سے بزبان انگریزی پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ پہلی تقریر خاکسار نے کی جس میں جماعت احمدیہ کا تعارف اور اسلام کی امن بخش تعلیم کی عصر حاضر میں ضرورت واہمیت کا ذکر کیا گیا۔ بعدہ چیف گیسٹ سوامی سمپورنا نند صاحب نے ہندو مذہب کی نمائندگی میں ہندو مذہب میں امن کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ یہودی مذہب کی اسپیکر اے ایم کوہین صاحبہ نے اپنی تقریر میں دنیا میں پھیلی ہوئی بے چینی کے دَور میں مل جُل کر کام کرنے پر زور دیا اور پروگرام کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو مبارک باد دی۔ زرتشت مذہب کی نمائندہ محترمہ ٹینا مہتا صاحبہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ انسان کو اپنے نفس کو پاک کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہر مذہب نے نفس کی پاکیزگی کی تلقین کی ہے اور شیطان کو مارنے کی نصیحت کی ہے۔ مکرم سُنیل مائیکل کیلب صاحب نمائندہ عیسائی مذہب نے امن کے متعلق عیسائیت کی تعلیم پیش کی۔ بعدہ مرکزی نمائندہ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نے ایٹمی جنگ کے نقصانات اور عدل انصاف کی ضرورت کے موضوع پر تقریر کی۔ شیعہ فرقہ کے عالم مکرم سید مہدی حسن صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ آج ہر طرف جھوٹ کا بول بالا ہے اس لئے جھوٹ کے خاتمہ کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے تا کہ عدل قائم ہو۔ انہوں نے احمدیہ مسلم جماعت کو اس پروگرام کے انعقاد کی مبارک باد دی۔ جین مذہب کے نمائندہ پروفیسر دلیپ شاہ صاحب نے مہاویر جین کی تعلیم عدم تشدد کے بارے میں بتایا۔ آپ نے خاص طور پر یہ بات کہی کہ کولکاتا میں مسلمانوں کی جانب سے اس طرح کے پروگرام کم ہوتے ہیں۔ پروگرام کے آخر میں امیر جماعت کولکاتا مکرم ظفر احمد صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 700 افراد جماعت اور دیگر مذہب کے لوگ شامل ہوئے۔ اسی طرح کولکاتا کے قرب وجوار کی احمدیہ جماعت کے ممبران بھی ذوق وشوق سے شامل ہوئے۔ (جمال شریعت احمد، مبلغ سلسلہ کولکاتا)

بھارت کی مختلف جماعتوں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ چنڈی گڑھ کی جانب سے مورخہ 14/فروری 2016 کو جلسہ یوم مصلح موعود اور ایک روزہ ریفریشر کورس کا انعقاد کیا گیا۔ نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ راجہ جمیل احمد صاحب کی زیر صدارت جلسہ کا آغاز ہوا تلاوت قرآن کریم، عہد مجلس خدام الاحمدیہ اور نظم کے بعد مکرم ریحان مبشر صاحب نے متن پیشگوئی پڑھ کر سُنایا۔ بعد ازاں مکرم بشیر احمد صاحب معلم سلسلہ، مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ چنڈی گڑھ اور خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب میں صدر اجلاس نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں اور مجلس عاملہ کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ (شیخ سمیع الرحمن، مبلغ سلسلہ چنڈی گڑھ)

جماعت احمدیہ سری نگر میں مورخہ 16/فروری 2016 کو جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم ڈاکٹر وسیم باری ٹاک صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سُنایا۔ بعد ازاں مکرم لئیق احمد نائک صاحب مبلغ سلسلہ اور مکرم تصدق حسین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے اوصاف حمیدہ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (الطاف حسین نائک، انچارج مبلغ سری نگر)

جماعت احمدیہ گلبرگہ میں مورخہ 20/فروری 2016 کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم رحمٰن خان صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ متن پیشگوئی مکرم سیف الاسلام صاحب معلم سلسلہ نے پڑھ کر سنایا۔ نظم مکرم عبدالحمید اُستاد صاحب نے پڑھی۔ عزیز عدنان احمد نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تعارف پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم انوار احمد صاحب شاہ بادی، مکرم عبدالحمید اُستاد صاحب، مکرم رحمٰن خان صاحب اور مکرم فہیم احمد صاحب ایڈووکیٹ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت اور کارناموں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد عبداللہ اُستاد، سیکرٹری اصلاح وارشاد گلبرگہ)

جماعت احمدیہ وڈمان میں مورخہ 20/فروری 2016 کو مکرم مسعود احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ وڈمان کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد عمران صاحب نے کی۔ نظم مکرم عرفان صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم محمد عثمان صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد، مکرم مولوی کے ناصر صاحب نائب ناظر بیت المال آمد اور مکرم امیر صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے اوصاف حمیدہ پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد رفیق، معلم سلسلہ)

جماعت احمدیہ راٹھ میں مورخہ 20/فروری 2016 کو بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عرفان احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم جرجس حسین صاحب معلم سلسلہ نے پڑھی۔ مکرم اکرم محمد صاحب نے متن پیشگوئی پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (عطاء العزیز، مبلغ انچارج حمیر پور)

جماعت احمدیہ یمنانگر ہریانہ میں مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یمنانگر کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے جلسے کی غرض وغایت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں اطفال وناصرات کا حفظ متن پیشگوئی کا مقابلہ کروایا گیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔
(اعجاز احمد ساگر، معلم سلسلہ یمنانگر، ہریانہ)

جماعت احمدیہ امروہہ میں مورخہ 20/فروری 2016 کو صدر جماعت احمدیہ امروہہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خدام واطفال نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کے موضوع پر تقاریر کیں۔ بعد ازاں خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت اور عظیم کارناموں کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (نجم الانصاری، مبلغ سلسلہ امروہہ)

جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ میں مورخہ 20/فروری 2016 کو بعد نماز مغرب جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سید اقبال احمد، معلم سلسلہ مالیر کوٹلہ)

جماعت احمدیہ بہوا، فتح پور یو۔پی میں مورخہ 20/فروری 2016 کو جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم قمر الدین صاحب معلم سلسلہ نے کی، نظم عزیز زاہد احمد نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم نفیس احمد صاحب مکرم بشارت احمد صاحب اور خاکسار نے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (طارق محمود، مبلغ انچارج فتح پور)

جماعت احمدیہ برہ پورہ (بہار) میں مورخہ 21/فروری 2016 کو بعد نماز ظہر مکرم محمد عبدالباقی صاحب امیر ضلع کی زیر صدارت جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید فضل باری صاحب نے کی۔ نظم مکرم سید عبدالنور صاحب نے پڑھی۔ مکرم سید فرقان احمد صاحب نے متن پیشگوئی پڑھ کر سُنایا۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم سید فضل باری صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (سید آفاق احمد، معلم اصلاح وارشاد)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Proprand : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

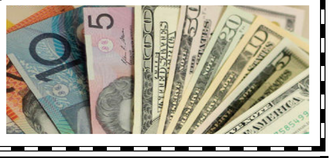

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17 نومبر 2013 بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ سلمہ سوسن فاروقی کا ہے جو واقفۂ نو ہیں مکرم رفیع احمد فاروقی صاحب کینیڈا کی بیٹی ہیں ان کا نکاح عزیزم محمد اسماعیل وقف نو ابن مکرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب گھانا کے ساتھ دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ گھانا میں رہتے ہیں تو کینیڈین ڈالر کیسے؟ کہاں ہیں فاروقی صاحب؟

فاروقی صاحب نے عرض کیا کہ وہ تو گھانا میں رہتے ہیں لیکن لڑکی کینیڈا کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا لڑکی کینیڈا میں رہتی ہے لیکن لڑکا تو گھانا میں ہے؟

پھر حضور انور نے فرمایا: دولہن کے ولی اس کے والد ہیں اور دولہا کے وکیل بخاری ٹومی کالون صاحب ہیں۔

فریقین میں ایجاب وقبول کرواتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لڑکے کے وکیل مکرم بخاری ٹومی کالون صاحب سے انگریزی میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر اگلے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

دوسرا نکاح عزیزہ سعدیہ قمر واقفۂ نو کا ہے جو ذوالفقار احمد قمر صاحب کی بیٹی ہے۔ اس کا نکاح عزیزم ذوالقرنین چوہدری ابن مکرم محمد اکرم چوہدری صاحب آف مجیم کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ رشتے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ نیک نسل ان سے پیدا فرمائے۔ ان کو بھی دین پر قائم رکھے اور ان کی نسلوں کو بھی دین پر قائم رکھے۔ خلافت اور جماعت سے وفا کا تعلق رکھنے والے ہوں اور جو واقفۂ نو اور وقف نو ہیں، یہ اپنے وقف کو صرف ٹائٹل نہ سمجھیں بلکہ اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

دونوں نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ ایس۔ لندن)

نماز جنازہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جنوری 2016 بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جناہ حاضر وغائب پڑھائی:

نماز جنازہ حاضر

۞ مکرم آفتاب احمد بٹ صاحب (آف لندن)

21 جنوری 2016 کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مکرم فضل الٰہی بٹ صاحب آف نیروبی کے بڑے بیٹے تھے جن کا تعلق کڑیال والہ ضلع گجرات پاکستان سے تھا۔ آپ 1975 میں نیروبی سے یو۔کے شفٹ ہوئے تھے۔ مرحوم نرم مزاج اور سب سے پیار کرنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے، جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ اپنی جواں عمری میں کینیا میں جماعتی کاموں، خاص طور پر خدمت خلق میں بہت خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بچے اور متعدد پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نثار احمد بٹ صاحب سابق سیکرٹری مال یوکے اور مکرمہ شفقت کھوکھر صاحبہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ یوکے کے بڑے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ قیصر احمد صاحبہ (اہلیہ محترم محمد احمد صاحب مرحوم، سابق صوبائی امیر تامل ناڈو وچنئی)

15 جنوری 2016 کو 76 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو صحابہ سید ارادت حسین صاحبؓ کی پوتی اور سید وزارت حسین صاحبؓ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ کی شادی محترم محمد احمد صاحب آف چنئی سے ہوئی تھی جن کی وفات 2002 میں ہوئی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خوش مزاج، نرم زبان اور ہر ایک سے پیار اور محبت سے ملنے والی خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم شیراز احمد صاحب کو قادیان میں بطور ناظر تعلیم ونائب ناظر اعلیٰ خدمت بجالانے کی توفیق مل رہی ہے اور آپ کی بیٹی لجنہ اماء اللہ نارتھ لندن کی جنرل سیکرٹری اور لجنہ اماء اللہ East Region کی نائب صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(2) مکرمہ مبشرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ مشرقی افریقہ، حال ربوہ)

4 جنوری 2016 کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت میاں محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے مشرقی افریقہ میں اپنے میاں کے ساتھ بڑی وفا اور وقف کی روح کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ یوگنڈا میں بطور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے وہاں ایک بڑی تعداد میں احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ربوہ آنے کے بعد آپ 10 سال تک اپنے حلقہ دارالعلوم غربی کی صدر رہیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، اللہ پر توکل کرنے والی، بہت دعا گو، ہمسایوں اور رشتہ داروں کا خیال رکھنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نہایت کفایت شعار، بے حد مہمان نواز اور سلیقہ مند خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی نہایت عمدہ تربیت کی۔ صاحب رؤیا اور کشوف تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری احسان اللہ صاحب
(آف نبی سررو ڈ، سندھ)

16 جنوری 2016 کو 94 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ سندھ میں جماعت کی زمینوں کی نگرانی کی توفیق ملی۔ آپ نے اپنی جماعت کے صدر اور مجلس شوریٰ کے ممبر کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اسیر راہِ مولیٰ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ متوکل علی اللہ تھے اور آپ کی خلافت سے محبت بے مثال تھی۔ نظام جماعت کی پابندی اور اطاعت کا خاص خیال رکھتے۔ جماعتی تحریکات اور چندہ جات کی ادائیگی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ نماز باجماعت کی خاص پابندی کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تحریک کیا کرتے تھے۔ غریب پرور، دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے، نہایت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کی ساری اولاد خدمت دین کی توفیق پارہی ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب انچارج احمدیہ ہسپتال اپاپا، نائیجیریا کے والد تھے۔

(4) مکرمہ کنول ناز صاحبہ
(اہلیہ مکرم عتیق الرحمان صاحب، جرمنی)

30 نومبر 2015 کو 40 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ لجنہ میں مقامی سطح پر سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری تعلیم کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر تاوقت بیماری خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ بچوں کو ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھاتی تھیں۔ ماہانہ آمدنی کے ملتے ہی سب سے پہلے چندہ ادا کیا کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، بہت شفیق، ملنسار، ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑے اہتمام اور شوق سے حصہ لیا کرتی تھیں اور وقت سے پہلے پہنچتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ
(اہلیہ مکرم ملک غلام محمد صاحب مرحوم، لالیاں)

30 دسمبر 2015 کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت محمد یار صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو تھیں اور مکرم ملک محمد خان صاحب سابق نائب افسر حفاظت خاص کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کے میاں اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ آپکو کثیر تعداد میں اپنوں اور غیروں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، ہمدرد، ہر ایک کی خدمت کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے والی، خلافت کی شیدائی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حنیف احمد ثاقب صاحب مربی سلسلہ کی ساس تھیں۔

(6) مکرم صوبیدار دین محمد بھٹی صاحب
(آف سیالکوٹ کینٹ)

9 نومبر 2015 کو وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے تقریباً 20 سال جماعت سیالکوٹ کینٹ صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو اپنی جماعت میں خوبصورت مسجد اور مربی ہاؤس تعمیر کروانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم نیک سیرت، ہمدرد، غریب پرور، احمدیت کے وفادار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(7) مکرمہ حلیمہ طاہرہ صاحبہ
(اہلیہ مکرم ماسٹر عبدالسمیع خان صاحب، آف ربوہ)

5 جنوری 2016 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم چوہدری عبدالمومن صاحب کاٹھ گڑھی کی بیٹی تھیں جنہوں نے لمبا عرصہ ناصر آباد اور محمود آباد سٹیٹس میں خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ نظام جماعت کی اطاعت گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ مکرم عبد المغنی زاہد صاحب مربی سلسلہ ضلع لاہور کی ہمشیرہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆...... ☆ ......

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان 2016ء

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1906ء میں ''شاخ دینیات'' کا اجراء فرمایا تھا جو بعد میں جامعہ احمدیہ کہلایا۔اس جامعہ کے اجراء کا مقصد علمائے دین و مبلغین تیار کرنا تھا۔گزشتہ ایک سو نو سالوں سے اس جامعہ سے سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر اندرون و بیرون ہند فریضۂ تبلیغ ادا کر چکے ہیں اور الحمد للہ اب بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال جامعہ احمدیہ میں طلبہ کو داخل کیا جاتا ہے۔لہٰذا داخلہ کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر چٹھی لکھ کر جامعہ احمدیہ سے داخلہ فارم اور داخلہ امتحان کا Pattern اور Model Paper منگوالیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ یا معلم صاحب سے نصاب کے مطابق تیاری کرلیں۔ شرائط داخلہ یہ ہیں:

1- اُمیدوار کا کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔

2- داخلہ فارم کی ہر طرح سے تکمیل کر کے 10/جولائی 2016ء تک پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹری ڈاک یا ای میل پہنچا دیں۔ دفتر جامعہ احمدیہ داخلہ فارم کا ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد اُمیدوار طالب علم کو قادیان آنے کی تحریری یا بذریعہ ٹیلی فون اطلاع دے گا۔اطلاع ملنے کی صورت میں یکم اگست 2016ء تک قادیان پہنچ جائیں۔

3- میٹرک پاس کے لئے عمر کی حد 17 سال اور 2+ پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

4- داخلہ کے لئے اُمیدوار طلبہ کا 4/اگست 2016ء بروز جمعرات صبح 09:00 بجے جامعہ احمدیہ قادیان میں تحریری امتحان ہوگا جس میں قرآن مجید، حدیث، دینی معلومات،عربی،اُردو،حساب،انگریزی اور جنرل نالج وغیرہ کے مختصر سوالات دیئے جائیں گے۔تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا انٹرویو ہوگا جس میں قرآن کریم ناظرہ،اُردو کی کوئی کتاب اور انگریزی اخبار پڑھوا کر سُنا جائے گا، نیز دینی معلومات اور معلومات عامہ اور طالب علم کا رُجحان معلوم کرنے کے لئے سوالات کئے جائیں گے۔

5- انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلبہ کا نور ہسپتال میں میڈیکل چیک اپ ہوگا۔جن اُمیدواروں کی میڈیکل رپورٹ تسلی بخش ہوگی اُنہیں جامعہ احمدیہ میں مشروط داخلہ دیا جائے گا۔اگر اس کے بعد کبھی بھی طالب علم نے جامعہ کی تعلیم میں عدم دلچسپی یا کمزوری یا قواعد جامعہ و بورڈنگ کی خلاف ورزی کا مظاہرہ کیا تو اُسے جامعہ سے فارغ کر دیا جائے گا۔

6- جن طلباء کا داخلہ فارم درست نہ پایا جائے یا تحریری امتحان میں کامیاب نہ ہوسکیں یا میڈیکل ٹیسٹ میں اَن فٹ ہو جائیں، اُن طلباء کو اپنے اخراجات پر واپس جانا ہوگا۔

7- امراء، صدر صاحبان، مبلغین و معلمین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ ذہین و قابل اور دینی خدمات کا جذبہ رکھنے والے اور نیکی کی طرف راغب طلبہ کا انتخاب کر کے انہیں داخلہ کے نصاب کی اچھی طرح تیاری کروا کر مقررہ تاریخ پر قادیان بھجوائیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

رابطہ نمبر: 09463324783 (ناظم امور داخلہ) 09646934736 (پرنسپل جامعہ احمدیہ)

E-mail ID : jaqadian@gmail.com

نوٹ: 1۔داخلہ فارم میں اُمیدوار طالب علم اپنا ٹیلی فون یا موبائل نمبر ضرور تحریر کرے۔ نیز اپنی جماعت کے صدر صاحب کا ٹیلی فون اور موبائل نمبر بھی ضرور لکھیں۔

2۔ای میل کی صورت میں درخواست بھجوانے کے ساتھ بذریعہ ڈاک بھی اپنی درخواست بھجوا دیں۔

(محمد کریم الدین شاہد، پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

CONTACT: PRINCIPAL JAMIA AHMADIYYA QADIAN, CIVIL LINES, SARAI TAHIR
PIN CODE: 143516, DISTT: GURDASPUR, PUNJAB, INDIA

ہفت روزہ اخبار بدر کی ہندی اور دیگر علاقائی زبانوں میں اشاعت

احباب جماعت کو یہ جان کر یقیناً خوشی ہوگی کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان دار الامان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا جاری فرمودہ اخبار بدر اب ہندوستان کی قومی زبان ہندی اور 5 صوبائی زبانوں اڑیہ، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم میں شائع ہونا شروع ہو چکا ہے۔ یہ اخبار قبل ازیں مارچ 2014ء سے بصورت سرکلر جاری تھا۔اب بفضلہٖ تعالیٰ اخبار بدر کے نام سے مذکورہ بالا زبانوں میں رجسٹریشن کی منظوری مل چکی ہے۔اس منظوری کے بعد اس کا پہلا شمارہ باقاعدہ 3 مارچ 2016ء سے شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔

ان اخبارات میں درج ذیل کالم ہونگے:

درس قرآن، درس حدیث ،ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضور انور کے دورہ جات کی رپورٹیں، علمی و دینی مضامین، اعلانات، جماعتوں کی مساعی پر مشتمل رپورٹیں، دیگر دلچسپیاں اور وصایا۔

جملہ امراء اضلاع/ امراء مقامی/ صدران جماعت/ مبلغین و معلمین کرام اور ذیلی تنظیموں کے ضلعی و مقامی عہدیداران و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تاریخی اخبار کو جو اب آپ کی اپنی زبان میں شائع ہو رہا ہے اپنے نام جاری کروائیں اور اپنی جماعتوں کے جملہ احباب کے گھروں میں لگوائیں اور اپنے زیر تبلیغ غیر احمدی و غیر مسلم بھائیوں کے نام بھی جاری کروائیں۔ اسی طرح اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مختصر علمی و تربیتی مضامین بھی بغرض اشاعت بھجوائیں۔ (قاری نواب احمد، مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات 2016 کی تاریخوں کا اعلان

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قادیان دار الامان میں درج ذیل تاریخوں میں ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کے انعقاد کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب و مستورات اس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کریں۔

- اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت و ناصرات الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مورخہ 15 تا 17/اکتوبر 2016 (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار)
- اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت مورخہ 18 تا 20/اکتوبر 2016 (بروز منگل، بدھ، جمعرات)

نمایاں کامیابی و درخواست دعا

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ خاکسار کی بچی عزیزہ قرۃ العین ندرت کو G. Pulla Reddy کالج حیدر آباد کے شعبہ M.Pharma (Pharmaceutical Chemistry) میں ٹاپ کرنے پر Usmania University میں گولڈ میڈل سے نوازا گیا ہے۔ 24/جنوری 2016 کو بچی کی شادی ڈاکٹر محمد نصیر الدین صاحب آف حیدر آباد کے ساتھ ہوئی۔رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے نیز بچوں کی دینی و دُنیاوی ترقیات اور ہر شر سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(تنویر احمد، زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ حیدر آباد)

اعلان دعا

خاکسار کی بیٹی فوزیہ رحیم وقف نو اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور کی دعاؤں کے طفیل MBBS کے دوسرے سال میں اور بیٹا عبد الحلیم وقف نو دسویں کلاس میں زیر تعلیم ہے۔ ہر دو کی نمایاں کامیابی، روشن مستقبل، مقبول خدمت دین کی توفیق پانے اور صحت و سلامتی کیلئے احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

(عبد الرحیم، کارکن دفتر زائرین قادیان)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدر الدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔کاجل۔حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز
098154-09445

Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

قومی زبان ہندی اور
پانچ صوبائی زبانوں میں اخبار بدر کا اجرا

مورخہ 14/مارچ 2016 کو احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان میں علاقائی اخبار بدر کے اجراء کی خصوصی تقریب زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی کے طور پر محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان شریک ہوئے۔ نیز محترم حافظ مخدوم شریف صاحب صدر النور اشاعت بورڈ قادیان، ناظر صاحبان صدر انجمن احمدیہ، ناظمین اور وکلاء کے علاوہ افسر صاحبان صیغہ جات، اور ایڈیٹران اخبار بدر بھی تشریف لائے۔

تلاوت قرآن مجید مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم قاری نواب احمد صاحب مینیجر بدر نے تعارفی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بڑی خوشی کا دن ہے کہ ہم قومی زبان ہندی اور پانچ صوبائی زبانوں اُڑیہ، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم میں اخبار بدر کے اجرا کی خصوصی تقریب میں شامل ہو رہے ہیں۔ اخبار بدر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جاری ہوا اور حضور نے اسے اپنا بازو قرار دیا ہے۔ اسکے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات، الہامات، تعلیمات جلد احباب تک پہنچائی جاتی تھیں۔ تقسیم ملک کے بعد اخبار بدر نامساعد حالات میں دوبارہ جاری ہوا۔ تعلیمی وتربیتی وتبلیغی اعتبار سے بدر کی خدمات روشن وعیاں ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے خطبات، خطابات، مجالس عرفان وارشادات پہنچانے کے لحاظ سے یہ واحد جماعتی ترجمان کے علاوہ احباب جماعت بھارت اور مرکز کے درمیان ایک رابطہ تھا۔ اُردو میں ہونے کی وجہ سے وہ احباب جو اُردو نہیں جانتے اس رابطہ سے محروم تھے اور اس سے استفادہ نہیں کر پا رہے تھے چنانچہ اسکا ہندی ایڈیشن سرکلر کی صورت میں جاری کیا گیا۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے فائدہ کو وسیع اور عام کرنے کیلئے ازراہ شفقت ہندی کے علاوہ بھارت کی پانچ صوبائی زبانوں اُڑیہ، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم میں بھی اسکی اشاعت کی منظوری مرحمت فرمائی۔ سرکاری طور پر رجسٹریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد اب اللہ کے فضل سے قادیان سے یہ اخبارات شائع ہونا شروع ہوگئے ہیں جسکی آج تقریب اجراء منعقد کی گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ جس مقصد کیلئے یہ اخبارات شروع ہوئے ہیں ہم اسکو پورا کرنے والے ہوں اور حضور انور کے منشا کے مطابق استفادہ کرنے والے ہوں۔

بعد ازاں محترم صدر اجلاس نے مہمان خصوصی کی خدمت میں تمام علاقائی بدر کا ایک ایک نسخہ دیتے ہوئے اسکی رونمائی کی۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب النور اشاعت بورڈ نے مختصر خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر واحسان ہے کہ آج اخبار بدر سات زبانوں میں شائع ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسکی بڑھتی ہوئی ضرورت اور اردو نہ جاننے والے احباب کے اس سے محروم رہنے کے باعث علاقائی زبانوں میں اسے جاری کرنے کا ارشاد فرمایا اور ہر مرحلہ میں دعاؤں کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی۔

آخر پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے بھی اخبار کی ضرورت، اہمیت وبرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کا دن ہمارے لئے خوشی کا دن ہے اور ایک تاریخی دن ہے کہ بدر 7 زبانوں میں قادیان سے شائع کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تکمیل اشاعت ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا ہے۔ فتح اسلام کیلئے تالیف وتصنیف اور اشتہارات کا سلسلہ جو بے سروسامانی میں آپ علیہ السلام نے شروع فرمایا وہ زمانہ یاد رکھنے والا ہے کہ کس طرح آپ تنہا اس کام میں دن رات مشغول تھے خود مسودہ تیار کرتے کتابت کراتے، ریڈنگ کے بعد طباعت کرواتے اور اخراجات کی تنگی کے باوجود اِسے کثیر اخراجات سے دوسروں تک پہنچاتے۔ آج آپؑ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہر طرح آسانی کے سامان مہیا فرما دیئے ہیں۔ جو بیج آپ نے بوئے تھے وہ آج پوری دنیا میں تناور، پھلدار درخت بن چکے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو قادیان اور ہندوستان کے احباب کی تربیت کی بہت فکر ہے آپ اسکے لئے دن رات دعاؤں کے ساتھ ہماری رہنمائی اور مدد بھی فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مختلف علاقائی زبانوں کا ڈسک قادیان میں قائم ہوئے۔ علاقائی زبانوں میں بدر کا اجرا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضور انور کی اعلیٰ توقعات اور منشا کے مطابق کام کرنے والے ہوں۔ آخر پر صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کروائی۔

(مرتبہ: قریشی محمد فضل اللہ، نائب ایڈیٹر بدر قادیان)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 20

کی راہ ہے۔ مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غیر المغضوب علیھم۔ کی دعا کرتے ہیں اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی صداقت پر چار قسم کے نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اول عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اس وقت سے مجھے ملا ہے جب سے کہ محمد حسین بٹالوی صاحب نے یہ لکھا کہ یہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا حالانکہ ہم نے پہلے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے۔ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی ملا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ تیسرا نشان پیشگوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ ملہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور فرمایا ہے کہ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں۔ پھر مقابلہ کر لیا جاوے مگر کسی نے جرأت نہیں کی۔ غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کے لیے مجھے ملے ہیں۔

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے آنے والے مسیح موعود کو مان لیا اور بیعت کے ساتھ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کا عہد کیا اور ان لوگوں میں شامل ہوئے جو شکر کے سجدات بجالانے والے ہیں نہ کہ نظریں پھیر کر گزر جانے والے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب مسیح موعود کا ظہور ہوا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں اس خدا سے ملایا جو زندہ خدا ہے جو آج بھی سنتا ہے اور بولتا ہے جیسے پہلے سنتا اور بولتا تھا۔ پس ہمیں شکرگزار کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں ایک بات اور بھی کرنا چاہتا ہوں گزشتہ دنوں 23/مارچ کے حوالے سے بعض لوگ ایک دوسرے کو masseges کے ذریعہ سے جو آجکل طریقہ ہے مبارکبادیں دے رہے تھے فون پے واٹس ایپ وغیرہ پے۔ اگر تو اس نیت سے مبارکبادیں دی تھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا اور اس بات کا شکر اور مبارکباد تھی کہ آپ کے ماننے سے ہم ان ہدایت یافتہ مسلمانوں میں شامل ہو گئے جو دین کے مددگار اور اس کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں تو یقینا یہ مبارکبادیں دینا ان مبارکباد دینے والوں کا حق تھا اس میں کوئی حرج نہیں اور اس میں کوئی بدعت بھی نہیں۔ مجھے حیرت ہے ان مبارکباد دینے والوں کو ایک صاحب نے انہی پیغاموں میں اپنے پیغام کے ذریعہ سے ایک خط لکھ کر سختی سے روکا اور کہا کہ اس طرح تم لوگ بدعات میں پڑ جاؤ گے جیسا کہ باقی مسلمان پڑ گئے ہیں حیرت ہے ان صاحب پر جو میرے خیال میں دینی علم بھی رکھتے ہیں اور نظام کا بھی ان کو پتا ہے۔ یہ کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم بدعات میں پڑ جاؤ گے۔ پس ان صاحب کو بھی خلافت کی ڈھال کے پیچھے رہتے ہوئے بات کرنی چاہئے تھی خلافت کے قدموں سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کریں جو بھی کرے گا وہ پھسل جائے گا یہ یاد رکھیں اگر ان کے دل میں کچھ تحفظات تھے تو انہیں چاہئے تھا مجھے لکھتے اور اگر روکنا تھا تو یہ خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ روکے یا جماعتی نظام کے ذریعہ سے روکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

کلام الامام

”جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔“

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین۔ صدر وامیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اسلام بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو اور شکر کرو۔“

(ملفوظات جلد 3، صفحہ 181)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین

”ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6/فروری 2015)

طالب دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 31 March 2016 Issue No. 13

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

23مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے، اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہوا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25-مارچ 2016ء بمقام بیت الفتوح، لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دو دن پہلے 23/مارچ تھی۔ یہ دن جماعت احمدیہ میں بڑا اہم دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جوامت محمدیہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اس دن مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے اعلان کی اجازت دی جنہوں نے جہاں خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے براہین و دلائل پیش کرنے تھے وہاں دین اسلام کی برتری تمام ادیان پر کامل اور مکمل دین ثابت کرتے ہوئے ثابت کرنی تھی اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دلوں کو بھرنا تھا۔ پس آج ہم وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔ پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مبعوث ہوئے تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ پس ان ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف ہی دیکھنا ہوگا کہ آپ کی بعثت کے مقاصد کیا تھے اور ہم نے ان کو کس حد تک سمجھا ہے اور اپنے پر لاگو کیا ہے اور ان کو آگے پھیلانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے یا کردار ادا کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور دوسری بات کہ سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ پھر یہ کہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کردوں چوتھی بات یہ۔ وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھلاؤں۔ پھر یہ کہ خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ نہ محض قال سے ان کو بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک شرک کی آمیزش سے خالی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری طاقت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔

اس اقتباس میں سات بنیادی اور اہم باتیں بیان کی گئی ہیں جو اس زمانے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا پہلا اور سب سے بڑا فرض جو بنتا ہے، کہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھیں اور اسے مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے دین سے تعلق اور محبت اور اخلاص میں بڑھیں۔ دنیا کو بتائیں کہ مسیح موعود کی آمد کے ساتھ مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ یہ ایک مقصد ہے اور اب دنیا کو امت واحدہ بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غلام صادق ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کے لباس میں بھیجا۔ آپ کے مشن کے مطابق اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اس کی سچائی ہم نے دنیا پر واضح کرنی ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے عملوں کو بھی نمونہ بنانا ہوگا۔ روحانیت میں بڑھنے کے نمونے بھی ہمیں قائم کرنے ہوں گے اپنی نفسانی خواہشات کو دور کرنا ہوگا۔ دنیا کو دکھانا ہوگا کہ وہ خدا آج بھی اسی طرح دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے خالص بندوں کو اپنے فرستادوں کو جواب بھی دیتا ہے جس طرح پہلے دیتا تھا۔ اپنے خالص بندوں کے دلوں کی تسلی کے سامان بھی کرتا ہے۔ دنیا کو ہم نے بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یگانہ ہے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ختم ہونے والی ہے صرف اسی کی ذات ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ پس ہماری بقاء اس واحد و یگانہ اور ہمیشہ رہنے والے خدا سے جڑنے میں ہی ہے۔ جب 23/مارچ کو ہم یوم مسیح موعود مناتے ہیں تو ان باتوں کے ہمیں جائزے بھی لینے چاہئیں کہ یہ باتیں حضرت مسیح موعود دنیا میں پیدا کرنے آئے تھے اور ہم جو آپ کے ماننے والے ہیں کیا ہم میں یہ باتیں پیدا ہوگئی ہیں یا کیا ہم ان اس انقلاب کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پھر اور بہت سی جگہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی بعثت کے مقصد اور غرض کی کچھ تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعض اقتباسات میں پیش کرتا ہوں۔

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علت غائی کیا ہے غرض کیا ہے بنیادی مقصد کیا ہے؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی۔ قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔

پھر ایک موقع پر بعثت مسیح موعود کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔ میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ اور یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دوکانداری ہے تو اس کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی خواہ مخالفت کرے یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ (انشاء اللہ) اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔ آج 127 سال ہونے کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات آپ کے ساتھ ہیں اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے پس یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کے حصول میں معاون بنائیں اور اس فیض سے حصہ پائیں جو آپ کی بعثت کا مقصد ہے جو آپ کے ماننے سے ملنا ہے ورنہ جیسا کہ آپ نے فرمایا آپ کو ہم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرشتوں کے ذریعہ آپ کی مدد فرما کر آپ کے سلسلے کو ترقی دے سکتا ہے اور دیتا ہے۔

پھر اپنی بعثت کے مقصد کو بیان فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دنیا پر ظاہر کروں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو ان درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے اس سے ان کو پاک صاف کروں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ ومقدس کرے۔

ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکاید کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں نے ایک وقت ان اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں تو ان کی تعداد میرے خیال اور اندازے میں تین ہزار ہوئی تھی۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہہ میں دراصل بہت ہی نادر صداقتیں موجود ہیں جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آ کر اٹکا ہے وہیں حقائق و معارف کو مخفی خزانہ رکھا ہے۔

پھر مسلمانوں کے غلط عقیدے کا ردّ کرتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں اس حقیقت کو کھول کر مسلمانوں کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس غلط عقیدے کا استیصال کروں اسے جڑ سے اکھیڑ دوں جو عیسائیوں نے مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے۔ ایک موقع پر ضرورت مسیح کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس وقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے سوال ہے۔ اگر دوسری وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے۔ غرض میں تو بروز کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے اور اگر وہ نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ جو نئی پیدا کی گئی باتیں ہیں۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad